علوم علی کی
روشنی
میں
از
علامہ شاد گیلانی

فہرست مضامین

وہ اخلاق پر اتر آئے تو نہایت رحم دل اور شریف دوست ثابت
ہو اور اگر غصہ پر آجائے تو ظالم اور بدترین دشمن بن جائے
مگر بہت آدمیوں کو اس سے فائدہ پہنچے ۔
۴ ۔ اس عدد والا صاحب علم و ہنر عالم فاضل و فلاسفر ہو ۔ لیکن
خود غرض اور مطلب پرست ہو کوئی کشفا استوار کرے ۔ صاحب تصنیف
و تالیف ہو ۔ والدین کا خدمت گزار ہو ۔ اپنا بھید کسی کو نہ بتائے ۔
اپنے فائدے کو مد نظر رکھے زندگی بخوشی گزارے مگر دھوکا دہی فریب
کی عادت رکھے ۔ قوت ارادی سے ہر میدان میں فتح پائے ۔ خطرہ ہے
کہ مالیخولیا کا مرض اسیر نہ ہو جائے ۔ کسی اچھے موقع کا انتظار نہ
کیا کرے دل اس کا مطمئن ہو اور متفرق امور میں وقت کو صرف
کیا کرے ۔
۵ ۔ اس عدد والا سنجیدہ متین حلیم الطبع خوش نصیب صاحب وقار
و منزلت ہو اہل و عیال اور عزیز و اقارب میں شادمان رہے ۔
اور کبھی پیر صاحب حکومت بلند مرتبہ اور بڑا دولت مند ہو جائے
کثیر اولاد رکھے ۔ ہر کام سوچ سمجھ کر کرے ۔ ملنسار ۔ اور نیک ہو ۔
آزاد خیال ہو ۔ کبھی عالم با عمل بن جائے اور کبھی مذہب سے
کوسوں دور رہے خوش قسمت ہو اور اپنی عمر تمناؤں میں
گزار دے ۔
۶ ۔ اس عدد والا علم نجوم ۔ موسیقی ۔ رقص اور سرود سے نسبت
رکھے ۔ دولت مند ہو ۔ خوشبو اور عمدہ لباس اور اغذیہ سے
محبت رکھے ۔ ظاہری ترک و احتشام کا دلدادہ ہو ۔ خوبصورت

عورتوں کا شیدائی ہو زندگی آرام سے گزارے گوشہ نشین پرست
ہو ۔ خیالات منتشر اس کے دماغ میں اکثر ہوں ۔ دینیات میں
دلچسپی ہو ۔ رحمدل و فادار اور بہادر ہو تحمل مزاج اور نجوم حکمت
میں بھی دلچسپی رکھے ۔ بیوی پرست ہو ۔ مگر ہر کام میں مستقل ہو
۷ ۔ اس عدد والا لالچی احسان فراموش خود جاہل لیکن عالم دوست
ہو اکثر بیمار صحت یا بد حالت میں مبتلا ہو عزیز و اقارب سے عناد
رکھے دوست کم اور دشمن زیادہ ہوں ۔ حریص لالچی اور
احسان فراموش ہو ۔ عمارتوں کا شوق ہو ۔ اپنا مفاد خطرے میں
ڈال دے ۔ مگر بھی واقعت حوصلہ مند ہوں اور حالات
بدل کر اچھے ہو جائیں ۔ وہم و گمان بے بسی اور مایوسی کی طرف
اکثر مائل رہے ۔ زیادہ ہوشیار نہ ہو ۔
۸ ۔ اس عدد والا اولوالعزم اور بڑی کاوش و مقابلے کا سامنا
کرتا ہے ۔ لیکن مزاج میں استقلال اور ثابت قدمی کی وجہ
سے تکالیف پر فتح یاب ہوتا ہے ۔ مادی حالات میں اسے
اچھے اچھے موقع حاصل ہوں ۔ بلند حوصلگی اور قوت ارادی
کامیابی کے دروازے کھولے ۔ کامیابی ہو اگرچہ اسے
بہت زیادہ جدوجہد ہی کیوں نہ کرنا پڑے بہت بڑی
مخالفت کا سامنا ہو ۔ سفر زیادہ کرے ۔ اوسط زندگی اچھی
گزرے ۔ امن پسند ۔ اتفاق کا دلدادہ ہو مگر مالی حالت
کمزور ہو ۔ متواضع ملنسار اور خوش اخلاق ہو ۔
۹ ۔ اس عدد والا بڑے آدمیوں میں شمار کیا جا سکتا ہے ۔ اس

میں قوت جوش عمل بکثرت ہو۔ لوگ اس سے بہت فیض یاب ہوں۔ رفاہ عامہ کے کاموں میں اور ملکی مفاد کی خاطر سیاسی تحریکیں چلائے ملک اور قوم کا بھی خواہ ثابت ہو مگر تفکرات سے بھرپور زندگی بسر ہو۔ ہاں محنت گری ہو گی۔ آرام و آسائش معطل ہو۔ تفکرات میں زندگی گزرے اور بڑی ہنگامی زندگی ہو۔

یہ ہے مختصر سے مختصر بیان علم الاعداد کا۔

مولود کا عدد نکالنے کے لئے ایک واحد طریقہ ہے کہ تاریخ پیدائش کے مفرد اعداد اور نام کے مفرد اعداد کا میزان حاصل کریں۔ اور ان کا ماحصل کریں۔ اور ان کا استغراق حاصل کر لیں۔ تو عدد مولود حاصل استغراق حاصل کر لیں

اعداد مفرد یہ ہیں۔

حروف	ا	ی	ق	غ	ب	ک	ر	ج	ل	ش	د	م	ت	ھ	ن	ث
عدد	۱	۱	۱	۱	۲	۲	۲	۳	۳	۳	۴	۴	۴	۵	۵	۵

حروف	و	س	خ	ز	ع	ذ	ح	ف	ض	ط	ص	ظ
عدد	۶	۶	۶	۷	۷	۷	۸	۸	۸	۹	۹	۹

مثلاً میری تاریخ پیدائش ہے ۳ جنوری ۱۹۳۴ء و نام غلام عباس ہے۔

اعداد مفرد یہ ہیں -	۳۴	ج	ن	و	ر	ی	۴	۳	۹	۱
عدد	۳۴	۳	۵	۶	۲	۱	۴	۳	۹	۱

غ	ل	ا	م	ع	ب	ا	س
۱	۳	۱	۴	۷	۲	۱	۶

کل میزان - ۴۶ استغراق ۴ + ۶ = ۱۰

دس کا عدد ایک کا عدد ہی کہلاتا ہے۔

لہٰذا ایک کے عدد کے تحت میرے حالات ملاحظہ فرمائیں۔ اور اگر اس مختصر سے بیان پر آپ قانع نہ ہوں تو عنقریب ایک جامع علم الاعداد پر لکھوں گا۔

میرا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ہر شخص ایک سے لے کر ۹ تک کے کسی نہ کسی عدد سے متعلق ہے۔ میرا مولا علیؑ ۲ کے عدد سے تعلق رکھتے ہیں۔

جیسے تو کل شیء احصیناہ فی امام مبین کے تحت ساری کائنات علیؑ کے اندر ہے مگر علیؑ کی اپنی ذات کا عدد ۲ ہے۔

۲ کا عدد مولا علیؑ کے لئے اور مولا علیؑ ۲ کے لئے۔

امیر کائنات کے حالات زندگی کو مطالعہ کیجئے اور پھر ۲ کے عدد کے تحت جو مختصر سا بیان ہے اسے ملاحظہ کیجئے۔ آپ کو اس مختصر سے بیان میں علیؑ کی زندگی کا صحیح عکس نظر آئے گا۔

نیک، خوبصورت، صاحب حکومت۔ انصاف میں یگانہ صلح جو دیکھ میں صاحب عزت خوش طبع۔ شیریں کلام۔ فصیح البیان عالم بے عدیل صاحب شرم و حیا۔ صاحب تیغ۔ بہادر الغرض صاحب علم۔

انہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اور پوری زندگی کا خلاص میں گزارا ہے گا۔ یہ الفاظ ہیں علم الاعداد کے اور پورے نصاب میں آپ کو ۲ کے ہندسے کے تحت یہی الفاظ ملیں گے۔ گویا علیؑ کے لئے ۲ کا ہندسہ مگر تعجب اس بات پر ہے کہ ۲ کا ہندسہ میرے مولا کی ذات سے اس طرح سے قدم بوس ہے کہ مولا کے ہر خطاب کا عدد بھی ۲ نظر آتا ہے۔

آئیے تعجب خیز نظر ڈالئے ۲ کے ہندسے کو علیؑ کے قدموں میں دیکھئے

۱- علیؑ

ع ل ی
۷ ۳ ۱ میزان ۱۱ استنطاق ۲

۲- محمدؐ

م ح م د
۴ ۸ ۴ ۴ میزان ۲۰ استنطاق ۲

۳- علیؑ ابن ابی طالبؑ

ع ل ی ا ب ن ا ب ی ط ا ل ب
۷ ۳ ۱ ۱ ۲ ۵ ۱ ۲ ۱ ۹ ۱ ۳ ۲ میزان ۳۸ استنطاق ۱۱ صفیرہ ۲

۴- علیؑ امام معصوم عن الخطا

ع ل ی ا م ا م م ع ص و م ع ن ا ل خ ط ا میزان ۸۳ استنطاق ۱۱
۷ ۳ ۱ ۱ ۳ ۴ ۴ ۷ ۹ ۶ ۴ ۷ ۵ ۱ ۳ ۲ ۹ ۱ ۱ صفیرہ ۲

۵- سفینۃ النجا

س ف ی ن ۃ ا ل ن ج ا میزان ۳۸ استنطاق ۱۱
۴ ۸ ۱ ۵ ۵ ۱ ۳ ۵ ۳ ۱ ۱ صفیرہ ۲

۶- اخی الرسولؐ

ا خ ی ا ل ر س و ل میزان ۲۹ استنطاق ۱۱
۱ ۶ ۱ ۱ ۳ ۲ ۶ ۶ ۳ صفیرہ ۲

۷- قسیم الجنۃ

ق س ی م ا ل ج ن ۃ
۱ ۶ ۱ ۴ ۱ ۳ ۳ ۵ ۵ میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صفیرہ ۲

۸- مثال کعبہ

م ث ا ل ک ع ب ہ
۴ ۵ ۱ ۳ ۲ ۷ ۲ ۵ میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صفیرہ ۲

۹- ایمان مجسم

ا ی م ا ن م ج س م میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صفیرہ ۲
۱ ۱ ۴ ۱ ۵ ۴ ۳ ۶ ۴

۱۰- ناصر الرسول

ن ا ص ر ا ل ر س و ل میزان ۳۸ استنطاق ۱۱... صفیرہ ۲
۵ ۱ ۹ ۲ ۱ ۳ ۲ ۶ ۶ ۳

۱۱- قرآن الناطق

ق ر ا ن ا ل ن ا ط ق میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صفیرہ ۲
۱ ۲ ۱ ۵ ۱ ۳ ۵ ۱ ۹ ۱

۱۲- علیؑ حق

ع ل ی ح ق میزان ۲۰ .... صفیرہ ۲
۷ ۳ ۱ ۸ ۱

۱۳- امام المتقین

ا م ا م ا ل م ت ق ی ن میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صفیرہ ۲
۱ ۴ ۱ ۴ ۱ ۳ ۴ ۴ ۱ ۱ ۵

۱۴- صراط السوی

ص ر ا ط ا ل س و ی میزان ۳۸ استنطاق ۱۱ صفیرہ ۲
۹ ۲ ۱ ۹ ۱ ۳ ۶ ۶ ۱

۱۵- سید

س ی د میزان ۱۱ .... صفیرہ ۲
۶ ۱ ۴

۱۶- اسد

ا س د میزان ۱۱ .... صفیرہ ۲
۱ ۶ ۴

۱۷- حزب اللہ

ح ز ب ا ل ل ہ
۸ ۷ ۲ ۱ ۳ ۳ ۵
میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صغیرہ ۲

۱۸- امام کونین

ا م ا م ک و ن ی ن
۱ ۴ ۱ ۴ ۲ ۶ ۵ ۱ ۵
میزان ۲۹ استنطاق ۱۱... صغیرہ ۲

۱۹- مومن اوّل

م و م ن ا و ل
۴ ۶ ۴ ۵ ۱ ۶ ۳
میزان ۲۹ استنطاق ۱۱... صغیرہ ۲

۲۰- لسان صدق

ل س ا ن ص د ق
۳ ۶ ۱ ۵ ۹ ۴ ۱
میزان ۲۹ استنطاق ۱۱... صغیرہ ۲

۲۱- مشکل کشائے دین

م ش ک ل ک ش ا ی د ی ن
۴ ۳ ۲ ۳ ۲ ۳ ۱ ۱ ۴ ۱ ۵
میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صغیرہ ۲

۲۲- ضیغم اسلام

ض ی غ م ا س ل ا م
۸ ۱ ۱ ۴ ۱ ۶ ۳ ۱ ۴
میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صغیرہ ۲

۲۳- والد شبّر و شبیر

و ا ل د ش ب ر ش ب ی ر
۶ ۱ ۳ ۴ ۳ ۲ ۲ ۳ ۲ ۱ ۲
میزان ۲۹ استنطاق ۱۱ صغیرہ ۲

۳۴- باب مدینۂ علم

ب ا ب م د ی ن ہ ع ل م
۲ ۱ ۲ ۴ ۴ ۱ ۵ ۵ ۷ ۳ ۴
میزان ۳۸ استنطاق ۱۱ صغیرہ ۲

۳۵- محسن اسلام

م ح س ن ا س ل ا م
۴ ۸ ۶ ۵ ۱ ۶ ۳ ۱ ۴
میزان ۳۸ استنطاق ۱۱ صغیرہ ۲

۳۶- علیؑ لسان اللہ

ع ل ی ل س ا ن ا ل ل ہ
۷ ۳ ۱ ۳ ۶ ۱ ۵ ۱ ۳ ۳ ۵
میزان ۳۸ استنطاق ۱۱ عدد صغیرہ ۲

۳۷- کرم اللہ

ک ر م ا ل ل ہ
۲ ۲ ۴ ۱ ۳ ۳ ۵
میزان ۲۰ ...... صغیرہ ۲

۳۸- در علم

د ر ع ل م
۴ ۲ ۷ ۳ ۴
میزان ۲۰ .... صغیرہ ۲

۳۹- القمر

ا ل ق م ر
۱ ۳ ۱ ۴ ۲
میزان ۱۱ .... صغیرہ ۲

۴۰- مولائے کل

م و ل ا ی ک ل
۴ ۶ ۳ ۱ ۱ ۲ ۳
میزان ۲۰ .... صغیرہ ۲

٤٤ - علیٌ منّی و انا منہٗ (حدیث رسول)

ع ل ی م ن ی و ا ن ا م ن ھ] میزان ٥٦ - استنطاق ١١
٨ ٧ ٣ ١ ٤ ٥ ١ ٦ ١ ٥ ١ ٤ ٥ ٥] صغیرہ ٢

٤٥ - علیٌ حجت اللہ

ع ل ی ح ج ت ا ل ل ھ] میزان ٣٨ - استنطاق ١١
٧ ٣ ١ ٨ ٣ ٤ ١ ٣ ٣ ٥] صغیرہ ٢

٤٦ - ابو الحسنینؑ

ا ب و ا ل ح س ن ی ن] میزان ٣٨ - استنطاق ١١ صغیرہ ٢
١ ٢ ٣ ١٤ ٣ ٨ ٦ ٥ ١ ٥]

٤٧ - نعمت

ن ع م ت] میزان ٢٠ ۰ ۰ ۰ صغیرہ ٢
٥ ٧ ٤ ٤]

٤٨ - موت احمر

م و ت ا ح م ر] میزان ٢٩ استنطاق ١١ صغیرہ ٢
٤ ٦ ٤ ١ ٨ ٤ ٢

٤٩ - الغالب

ا ل غ ا ل ب] میزان ١١ ۰ ۰ ۰ صغیرہ ٢
١ ٣ ١ ١ ٣ ٢

٥٠ - ہادی الی الحق

ھ ا د ی ا ل ی ا ل ح ق] میزان ٢٩ - استنطاق ١١
٥ ١ ٤ ١ ١ ٣ ١ ١ ٣ ٨ ١] صغیرہ ٢

٥١ - زوج الفاطمہؑ

ز و ج ا ل ف ا ط م ھ] میزان ٤٧ - استنطاق ١١
٧ ٦ ٣ ١ ٣ ٨ ١ ٩ ٤ ٥] صغیرہ ٢

٥٢ - مظہر العجائب

م ظ ھ ر ا ل ع ج ا ئ ب] میزان ٣٨ - استنطاق ١١
٤ ٩ ٥ ٢ ١ ٣ ٧ ٣ ١ ١ ٢] صغیرہ ٢

٥٣ - صبغۃ اللہ

ص ب غ ۃ ا ل ل ھ] میزان ٢٩ استنطاق ١١
٩ ٢ ١ ٥ ١ ٣ ٣ ٥] صغیرہ ٢

٥٤ - ذی القربیٰؑ

ذ ی ا ل ق ر ب ا ع میزان ٢٠ ۰ ۰ ۰ صغیرہ ٢
٨ ١ ١ ٣ ١ ٢ ٢ ١ ١

٥٥ - محسن عالم

م ح س ن ع ا ل م میزان ٣٨ استنطاق ١١ - صغیرہ ٢
٤ ٨ ٦ ٥ ٧ ١ ٣ ٤

ذ کے ۷ عدد = ۳ + ۳ + ۷ = ۱۳ اس کے ساتھ ایک
عدد مرتبہ کو جمع کیا ۱۳ + ۱ = ۱۴

مرتبہ دوم کے حروف ل ب ج
عدد ۳ ۲ ۳ = ۸ + ۲ مرتبہ = میزان ۱۰

مرتبہ سوم کے حروف د ل ل
۴ ۳ ۳ = ۱۳ + ۳ مرتبہ = میزان ۱۶

اسی طرح آپ تمام سوال کے اعداد مستحصلہ حاصل کر لیں۔

مراتب کی تشکیل

اس قاعدہ میں مراتب کے اعداد کو خاص دخل ہے ان کے جمع کئے بغیر حروف مستحصلہ نہیں آسکتے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ سطر اساس کے جس قدر حروف ہوں ان کے حصے کر لیں۔ زیادہ سے زیادہ ۳ حصے کریں۔ اگر حروف زیادہ ہوں تو ۴ حصے بھی کر سکتے ہیں اگر حروف اساس ۱۴ ہوں۔ تو ۷ کے ۲ حصے کر لیں۔ اور ہر حصے پر ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ = ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ تک کے اعداد مراتب لکھ دیں۔

اگر ۱۵ حروف ہوں۔ تو ۵ – ۵ کے ۳ حصے کر لیں۔
اگر ۱۶ حروف ہوں تو ۸ – ۸ کے ۲ حصے کر لیں۔
اگر ۱۷ حروف ہوں۔ تو ۶ – ۶ کے ۲ حصے اور تیسرا حصہ ۵ حروف کا بنا دیں۔
اگر ۱۸ حروف ہوں۔ تو ۶ – ۶ کے ۳ حصے کر دیں۔
اگر ۱۹ حروف ہوں۔ تو ۶ – ۶ کے ۳ حصے اور ایک حرف

چوتھے حصے کو الگ کر دیں۔
اگر ۲۰ حروف ہوں تو ۵ – ۵ کے ۴ حصے کر لیں۔
علیٰ ہذا القیاس۔

عدد میزان سے عدد مستحصلہ لینا

آپ نے حروف کی تقسیم بخوبی بعد الفتح سمجھ لی ہیں۔ آپ اعداد حروف سطر A – B – C + مرتبہ کا میزان ہر حرف کے نیچے لکھ دیں۔ یہ میزان اعداد ہے۔ ان اعداد سے مستحصلہ لینے کا قاعدہ یہ ہے۔

۱۔ اگر یہ مجموعہ ۲۸ سے زیادہ ہو جائے تو ۲۸ نفی کر دیں باقی کا عدد مستحصلہ ہوگا۔
۲۔ اگر یہ مجموعہ ۱۴ سے زیادہ ہو تو ۱۴ نفی کر دیں باقی کا مستحصلہ ہوگا۔
۳۔ اگر کسی خانہ میں ایسا عدد میزان آ جائے جو خانہ کے عدد پر پورا تقسیم ہو سکے تو تقسیم کر کے حاصل قسمت کا عدد لکھ دیں یہ عدد مستحصلہ ہوگا۔
مثلاً خانہ ۵ میں میزان ۲۰ آیا۔ ۲۰ ÷ ۵ = حاصل قسمت ۴ = یہ عدد مستحصلہ ہے۔
۴۔ اگر میزان میں ۱۱ عدد ہو تو ۲ عدد مستحصلہ ہوگا۔
۵۔ اگر میزان میں ۱۳ عدد ہو تو ۴ عدد مستحصلہ ہوگا۔

سکے تو بتیں ______ اتنی قربانی دیا کا اور کوئی فرد نہیں دے سکتا۔

یہ سب کچھ میں آلِ محمدؐ کی خوشنودی کے لئے کرتا ہوں۔
آپ لوگوں پر میرا کوئی احسان نہیں ہے بلکہ میں اپنی نجات
کا ذریعہ پیدا کرتا ہوں۔
کاش آلِ محمدؐ کا خصوصی کرم مجھ پہ ہو جائے !!
اس علم کی روشنی میں مولائے کائنات امیر المومنین علی
علیہ السلام کی ذات والا صفات کے متعلق چند سوالات
حل کر رہا ہوں۔
اگر جواب غلط ہو۔
یا کوئی اور جواب بنتا آپ کو نظر آئے تو آپ بلا جھجک بے
چھوٹ مجھ سے بات کر سکتے ہیں۔
اگر جواب صحیح ہوا اور علم جفر کے تو یاد رہے اس جواب کے
سوا ______ کوئی اور جواب کے پیدا کرنے میں عاجز ہوں۔
تو آپ بھی غور کو چھوڑ دیں اور نہایت صداقت سے اپنے
دل اپنی خواہش مت پڑھیں۔ لہذا تحریر سے [illegible]
اور اگر خدا جزائے خیر دے تو آلِ محمدؐ کے منشور لبیک [illegible]
کا ہمیشہ پیار کریں۔

قواعد کی مزید تشریح

۱۔ سطر کا اول حرف اور آخری حرف کے لئے یہ رعایت عمومی
ہے کہ حرف جواب میں سطر سے بھی پیدا کر رہا ہو تو اسی سطر

سے کریں۔
۲۔ سطر مراتب میں جو عدد ہو۔ اگر عدد مستحصلہ بھی وہی ہو تو سطر
موخر الذکر کا حرف نظیرہ مستحصلہ ہوگا یا اس کا قریبی حرف
مثلاً عدد ۵ ہوں مراتب کے ______ اور عدد مستحصلہ
بھی ۵ ہو۔ اور حرف سطر موخر صدر ۴ ہو تو مستحصلہ یا نظیرہ
اگر ض ہو تو الف مستحصلہ ہوگا۔ یا ب
۳۔ اصول تو صرف یہ ہے کہ سطر مخالف سے گنتی کر کے حرف
مستحصلہ لیا جائے اگر بالفرض جواب ناطق نہ آ رہا ہو۔
تو بعض حروف کا اسی سطر سے بھی مستحصلہ لے سکتے ہیں۔
۴۔ اگر ایک عدد مستحصلہ ہو تو کئی بار سطر نظیرہ کے حرف سے
مستحصلہ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً عدد مستحصلہ ایک عدد ہے
اور حرف سطر موخر صدر ب ہے تو اس کا نظیرہ بلحاظ
ابجد ابتث ط ہے۔ لہذا حرف ط مستحصلہ ہوا۔
۵۔ اگر عدد مرتبہ اور عدد مستحصلہ ایک ہی جیسا عدد ہو۔ تو
تو حرف سطر موخر صدر مستحصلہ کا کام دے گا یا اس
کا حرف نظیرہ از روئے ابجد ابتث
۶۔ اگر مرتبہ کا عدد ایسا ہو کہ جو میزان اعداد پر تقسیم ہو جائے
اور حاصل قسمت ایسا عدد آ جائے جو مرتبہ کے عدد کے
برابر ہو تو اس صورت میں عدد مذکورہ کی گنتی کر کے مستحصلہ
لینا پڑے گا مثلاً عدد مرتبہ ۴ ہے۔ اور میزان ۱۶ ہے
۱۶ ÷ ۴ = حاصل قسمت ۴ ہے۔ عدد مستحصلہ ۴ ہوا۔

☆ رسولؐ سے علم حاصل کرنے والے سب مسلمان تھے مگر بابِ مدینۃ العلم ایک تھا۔

☆ مدعیٔ خلافت تو کئی تھے مگر خلیفہ بلا فصل ــــ ایک تھا

☆ متقی اور پرہیزگار ہونے کا دعویٰ سب کو تھا مگر امام المتقین ایک تھا۔

☆ اللہ کے گھر کو سجدہ کرنے والی ساری دنیا ہے مگر اللہ کے گھر میں پیدا ہونے والا ایک تھا۔

☆ "تراب" سے بنے ہوئے انسان اربوں ہیں مگر "ابوتراب" ایک تھا۔

☆ وحی کا کلام لکھنے والے تو شاید اور بھی ہوں گے مگر وحی کا کلام سمجھنے والا ایک تھا۔

☆ اصحابِ رسول عالم تو ہوں گے "ومن عندہ علم الکتاب" ایک تھا۔

۲

رسولؐ کو رسولؐ سمجھنے والو! رسولؐ نے فرمایا ہے کہ "انا و علیٌ من نورٍ واحد۔ میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں"۔ فرمانِ رسولؐ ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ جب کچھ بھی نہیں تھا۔ اس وقت ہم دو تھے۔ میں تھا اور علیؑ تھا۔ کسی کو بھی رسولؐ کے کسی بھی فرمان سے انکار کی طاقت نہیں ہے ایک فرمان کا انکار... کل کا انکار ہے۔ سینہ پیٹ کے سنئے یا ناقد ملکر سنئے رہتا

پڑھئے اور رسولؐ کا فرمان سنتے ہی پڑھیگا۔ رسولؐ فرما رہے ہیں کہ ہم دونوں ایک ہی نور سے پیدا ہوئے۔ ہم دو ہیں... مگر ہم ایک ہیں۔ ہم ایک ہیں... مگر ہم دو ہیں۔ دو ہیں مگر ان کا سب کچھ ایک ہے۔ اللہ نے ان دو کی ایسی مساوی تقسیم کی ہے کہ جو اللہ کے عدل کا تقاضا ہے۔

محمدؐ کو محمود سے محمدؐ بنایا — علیؑ کو اعلیٰ سے "علیؑ" بنایا

محمدؐ کو السلام علیکم ایہا النبی فرمایا — علیؑ کو سلامٌ علیٰ آلِ یٰسین فرمایا

محمدؐ کو قدرت نے "نعمت اللہ" بنایا — علیؑ کو بھی اپنی نعمت فرمایا واتممت علیکم نعمتی

محمدؐ کو اللہ کو کا قدر خلائق کہا — علیؑ امام المومنین بنائے گئے

محمدؐ کو بیت عبداللہ میں پیدا کیا — علیؑ کو بیت اللہ میں پیدا کیا

اول العابدین تھے — علیؑ کا دیکھنا عبادت، خود عبادت - ذکر عبادت

زبان میں خدا نے زمیں کلام کیا — علیؑ کی زبان میں خدا نے آسمان پر کلام کیا

محمدؐ پر وحی فرمائی — علیؑ کو الہام بخشا

محمدؐ کے لئے فرمایا فاتبعونی یحببکم اللہ — علیؑ کے لئے فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجراً

محمدؐ کو "والشمس والضحیٰ" فرمایا — علیؑ کو "والقمر اذا تلٰہا" فرمایا

نبیؐ کے اشارے پر چاند دو ٹکڑے ہو گئے	علیؑ کے اشارے سے پھر سورج واپس لوٹ آیا۔
نبیؐ منذر تھے "انما انت منذر"	علیؑ ہادی تھے "ولکل قوم ھاد"
نبیؐ کے قدموں سے عرش کو سجایا۔	علیؑ کے قدموں سے مہر نبوت کو مزین فرمایا۔
نبیؐ کو اولی الامر کہا	علیؑ کو اولی الامر کہا۔
نبیؐ کو ولایت بخشی	علیؑ کو ولایت بخشی
نبیؐ مالک جنت	علیؑ قسیم الجنۃ

غرضیکہ ایسی مساوی تقسیم ہوئی کہ سبحان اللہ
یہ نور اول دیکھنے میں ایک تھا مگر حقیقت میں دو تھے

۳

تین ولیوں کا ذکر قرآن میں ہے ایک اللہ ولی دوسرا رسول ولی اور تیسرا پوچھو تو جانیں ۔ ۔ ۔ ۔ تیسرا ولی وہ ۔ ۔ ۔ جس نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ۔ ۔ ۔ ۔

حالت رکوع میں زکوٰۃ دینے کی منطق بعد میں کئی اصحاب نے کی مگر آیات قرآنی نے دم سادھ لیا۔

تیسرا ولی وہ جس میں اللہ کے صفات کا بھی پرتو اور رسولؐ کے صفات کا بھی عکس۔ ایک ولی اللہ دوسرا ولی رسولؐ جسے اللہ نے ولی کہہ دیا اور تیسرا ولی علیؑ جسے رسولؐ نے مولا کہہ دیا۔

ولی کا لفظ علیؑ کے ساتھ یوں منطبق ہوا کہ "علیؑ ولی" کہے بغیر دل کو چین ہی نہ آتے۔ اولی الامر بھی ۳ — اللہ رسولؐ اور آلِ محمدؐ۔

ان تینوں کی اطاعت کا حکم ——— دنیا والے اولی الامر کسی کو مراد کرتے پھریں لوگ ہر تاجدار۔ جابر، جبار، ظالم، فاسق، فاجر اور جیسے حاکم کو اولی الامر کہتے پھریں۔ مگر آیت آلِ محمدؐ پر درود پڑھنے کے اشارے کر رہی ہے کہ یہی اولی الامر ہیں۔

بہر حال ۳ ولی — ان تینوں میں علیؑ شامل
۳ اولی الامر — ان تینوں میں علیؑ شامل

۴

کچھ فرق نہیں ان چاروں میں کہنے والوں سے پوچھئے کہ علیؑ ان میں شامل ہے کہ نہیں؟

ان چاروں کی خلافت کو "خلافت راشدہ" کہا جاتا ہے اگر علیؑ کو ان کے درمیان سے نکال دیا جائے تو "رشد" کا دم بھی نکل جائے۔ "رشد" تب تک ہے جب تک علیؑ کو خلیفہ مانا جائے۔

علیؑ ہی ان چاروں میں رشد و ہدایت کا موجب ہے۔

۵

اللہ لا الہ الا ھو میں لفظ ھو کی کثرت ہے اس کے

عدد شماری میں ۵ کا عدد عجیب و غریب خاصیت رکھتا ہے ۔
۵ پر کسی بھی عدد کو ضرب دیں تو بھی ۵ کا عدد ہی نظر آئے گا ۔

رسول اکرمؐ نے ارکان دین ۵ ہی بتلائے ہیں ۔
نماز کہ اسلام کا عظیم رکن ہے اس کے ۵ وقت مقرر ہیں ۔
وضو چونکہ نماز کا مقدمہ ہے اس کے لئے ۵ اعضا کو دھونا ضروری ہے ۔ منہ ۔ ۲ ہاتھ ۔ دونوں پاؤں ۔
اقسام احکام ۵ ہیں ۔ سنت ۔ مستحب ۔ حرام ۔ مکروہ
غرض جواہر حکمت جو کہ حکما کی نظر میں موجودات کی اصل ہیں وہ بھی ۵ ہیں ۔ عقل ۔ نفس ۔ ہیولیٰ ۔ صورت اور جسم
ہر ہاتھ میں اور پاؤں میں ۵ ۔ ۵ انگلیاں
انسان کے سر میں پانچ حسیں اور ۵ حسیں باطنی انبیاء
جو صاحب شریعت تھے وہ بھی ۵ ۔ نوحؑ ۔ ابراہیمؑ ۔ موسیٰؑ ۔ عیسیٰؑ اور رسول اکرمؐ
اصحاب کساؑ اور مباہلہ بھی ۵ یعنی پنجتن پاک ۔
دنیا میں جدھر دیکھو پانچ ہی پانچ نظر آتے ہیں اور علیؑ ان پانچ میں شامل ہے ۔

۶

اللہ کی ۶ صفات جناب علیؑ سے منسوب ہیں ۔
یداللہ ۔ عین اللہ ۔ جنب اللہ ۔ نفس اللہ ۔

اذن اللہ ۔ لسان اللہ ۔

٭ انبیاءؑ کے ہاتھوں میں ایک خاص طاقت ہوتی ہے انبیاء کی طاقت کو دیکھو ۔ حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں میں لوہا موم ہو جاتا ہے ۔ ابراہیمؑ کے ہاتھ نمرودیوں نے آگ میں ڈالنے سے پہلے باندھے چاہے تھے مگر ہر مرتبہ آپ نے بندش کو توڑ دیا ۔ موسیٰؑ کے ہاتھ میں عصا آتے ہی اژدہا بن جاتا تھا ۔ عیسیٰؑ کے ہاتھ مریض پر پہنچتے ہی مریض کو اچھا کر دیتے تھے ۔ محمد الرسول اللہ کے ہاتھوں میں سنگریزے تسبیح پڑھا کرتے تھے ۔ انبیاء کے ہاتھوں میں بڑی طاقت ہے لیکن یداللہؑ کی طاقت کچھ اور ہے ۔ اس کی ایک انگلی کے اشارے سے سورج گھٹتا ہوا واپس لوٹ سکتا ہے ۔

٭ زبان تمام اعضا کی حلال مشکلات ہے ۔ پیر میں درد ہو یا ہاتھ میں ۔ اسے بیان کرنے والی صرف زبان ہے ۔ ہر کسی کا درد یہی بیان کرتی ہے ۔
کیا کہنا اس ذات کا ـــــــ جس کی زبان لسان اللہ کا خطاب پا گئی ۔ جس نے عرش پہ زبان الٰہی بن کر کلام کیا ۔

٭ آنکھ سارے بدن میں مرکز نور ہے ۔ اگر یہ نہیں تو دنیا تاریک ہے ۔ آنکھ کی قائم مقامی کوئی عضو نہیں کر سکتا کیونکہ ان میں سے کسی میں نور نہیں سوائے آنکھ کے علیؑ کا سارا جسم عین اللہ تھا نہ کہ صرف آنکھ ۔

و جو کان اذن اللہ بننے کے قابل ہیں وہ ان آوازوں کو
سن سکتے ہیں جو دوسرے کان نہیں سن سکتے۔ اذن اللہ فرشتوں
کی تسبیح اور وحی کی آوازوں کو سن سکتا ہے۔
و علیؑ انفسنا و انفسکم کے تحت نفس رسولؐ تو تھے ہی
مگر ہجرت کی رات نفس اللہ بھی بن گئے۔ یہ نفس رسول
بھی ہیں اور نفس اللہ۔
و جس کا سینہ حبیب اللہ کہلائے کیا ٹھکانہ اس کی عظمت
کا۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد

۷

جناب امیرؑ کا ارشاد ہے کہ زمین سات آدمیوں کے واسطے
خلق ہوئی۔ انہیں سات کی برکت سے لوگوں کو رزق ملتا
ہے انہیں کے طفیل پانی برستا ہے۔ انہیں کی بدولت
خدا اپنے بندوں پر رحمت کرتا ہے۔
بڑی منزلت کا مقام ہے ان سات آدمیوں کا
یہ سات آدمی کیا ہیں سبع سیارات عالم ہیں جن کی
حرکت میں نظام عالم وابستہ ہے۔ امیرالمومنینؑ سے
جب دریافت کیا گیا کہ یہ فرمائیے وہ سات کون کون
ہیں جواب ارشاد فرمایا۔ ہم ابوذرؓ سلمانؓ و مقدادؓ
عبداللہ ابن مسعود [illegible] ان چھ آدمیوں کے نام

چنانچہ جب مولاؑ نے ساتویں کا نام نہ بتایا۔ پوچھنے والے نے
مزید دریافت کیا تو فرمایا "انا
مگر انا کہہ کے خاموش نہیں ہو گئے فرمایا "انا امامہم
(میں ان کا امام ہوں" گویا جن کے صدقے میں کائنات کا
وجود ہے علیؑ ان میں سے ہیں بلکہ ان کا امام ہے۔

۸

آٹھ بہشت ہیں
اور آٹھ ہی دوزخ ہیں۔
اور جناب علیؑ کے بارے میں ارشاد نبوت ہے۔ یا علیؑ
انت قسیم النار والجنۃ یا علی دوزخ اور جنت
کا تقسیم کرنے والا ہے۔ گویا آٹھ کا عدد بھی علیؑ میں شامل ہے۔

۹

افلاک ۹ ہیں اور یہ سارے افلاک اسی نور کی بدولت قائم
ہیں۔ اسی نور کے صدقے میں ہے۔ اسی نور کی وجہ سے خلق ہوئے
جس نور کا جزو علیؑ ہے۔
"انا و علیؑ من نور واحد"
چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔ لولاک لما خلقت
الافلاک۔
اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

۱۰

علیؑ ان دس جنتی انسانوں میں شامل ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے بلکہ علیؑ ان سب کے سردار و مولا ہیں۔
"من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ"

۱۱

علیؑ میں گیارہ خصوصیات ایسی ہیں جو کسی اور صحابی میں اتنی قدر نمایاں نہیں ہیں۔

۱۔ سبقتؑ الاسلام
۲۔ ایمان باللہ - جنگ خندق میں "کل ایمان" قرار پائے۔
۳۔ ہجرت - حضرت علیؑ کو یہ شرف بھی حاصل ہے۔
۴۔ نصرت رسولؐ - سب سے زیادہ نصرت رسولؐ "علیؑ" نے کی ناصر الرسول خطاب ہو گیا۔
۵۔ علم - باب مدینہ علوم ہو گئے۔
۶۔ قضایا - دوسروں کا قول ہے کہ عدالت و قضایا میں علیؑ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔
۷۔ عبادت - سب صحابہ سے زیادہ عبادت کی۔ بلکہ ان کا ذکر اور نام عبادت بن گیا۔
۸۔ شجاعت - "لا فتی الا علیؑ" کی سند کافی ہے۔
۹۔ طہارت - آیت تطہیر گواہ ہے۔
۱۰۔ قرابت - ذوی القربیٰ کی آیت ثبت ہے۔

۱۱۔ صحابیت - ان سے زیادہ اور کسی کو فیض صحابیت حاصل نہیں ہوا۔
علیؑ ۱۱ اماموں کے باپ ہیں۔

۱۲

حضرت علیؑ کے القابات کے حروف ۱۲-۱۲ ہیں۔
۱۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ ۲۔ امیر المومنین ۳۔ علیؑ خلیفۃ اللہ ۴۔ علیؑ وصی الرسولؐ ۵۔ علیؑ زوج البتولؑ ۶۔ علیؑ ابو الائمہ امام برحق ۱۲ ہیں اور ان سب کے اسماء کے حروف بھی ۱۲-۱۲ ہیں۔ الحسنؑ والحسینؑ الحسینؑ بن علیؑ - الامام الباقرؑ - الامام الصادقؑ الامام الکاظمؑ - الرضا وصی محمدؐ - ابو جعفر التقیؑ - ابو الحسن النقیؑ - الحسن العسکریؑ - الحجۃ المنتظرؑ۔
ان کے حروف ۱۲-۱۲ ہیں۔
اہل بیتؑ الرسول - اثنا عشر خلیفہ - علی و اولادہ حق - النبی والامام - فاطمۃ الزہراؑ۔

وما علینا الا البلاغ

علیؑ علم الرمل کی روشنی میں

آپ کو علم رمل پڑھانا مطلوب نہیں ہے بلکہ اس علم کی رو سے علیؑ کا
شان بیان کرنا مطلوب ہے صرف علم رمل پر کیا منحصر ہے۔ آپ جس
علم کو بھی دیکھئے جس چیز پر بھی غور کیجئے۔ جس مسئلہ پر بھی تحقیق
کیجئے آپ کو ہر چہار طرف علیؑ ہی علیؑ نظر آئیں گے گویا علوم کی
پوری کائنات علیؑ کی قصیدہ خوان معلوم ہوتی ہے۔

آپ حیرت میں ڈوب جائیں گے کہ علم رمل میں بھی علیؑ کی
خلافت اور سیادت کا تذکرہ موجود ہے ——— دیکھئے صاحب
جس طرح ابجد کے ۲۸ حروف ہیں اور انہیں ۲۸ حروف
سے دنیا بھر کی زبانیں بنی ہیں اسی طرح علم رمل کی ۱۶ اشکال ہیں۔
اور علم رمل انہیں سولہ اشکال کے گرد چکر لگاتا ہے اور انہی
۱۶ اشکال سے مختلف دوائر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

ان اشکال کے مختلف مفردات ہیں۔ اور مختلف خواص ہیں
ان اشکال کی کیفیت سے ہی انسانی مقدر کا پتہ چلتا ہے۔
اس علم سے فائدہ حاصل کرنا مقصود ہو تو آپ میری تالیف
جفر رمل اور روحانی اکسیر کا مطالعہ کیجئے۔

گزارش یہ ہے میرے دوست! کہ جس طرح ابجد کا پہلا
حرف ہے الف اسی طرح علم رمل کی پہلی شکل ہے لحیان
جس کی صورت یہ ہے ( ) ——— لحیان سب علم رمل

کی پہلی شکل ہے علم رمل کی الف کہہ دوں تو بہتر ہے جس طرح
الف کے مقام پر ب نہیں آسکتا اسی طرح ( ) کی جگہ پر علم رمل
کی کوئی اور شکل نہیں آسکتی ——— ( ) علم رمل کی پہلی شکل ہے
اسے بدلا جا سکتا ہی نہیں۔

اور اگر آپ بضد ہو کر اسے بدل دیں گے اور اس کی جگہ پہ
کوئی اور شکل رکھ دیں گے تو پورے کا پورا علم رمل ہی غلط
ہو جائے گا۔ اس شکل میں نقطہ ہی کو اولیت کا مقام حاصل
ہے اس نقطے کو اگر آپ اصلی مقام پہ رہنے دیں گے تو علم
رمل صحیح ہے اور اس نقطے کو اگر آپ اپنے اصلی مقام سے
ہٹا دیں گے تو علم غلط ہو جائے گا۔

اس شکل میں ۴ درجات ہیں ( ) یہ شکل سعد اکبر
ہے۔ پہلا درجہ ہی نقطہ کا ہے۔ اولیت ہی نقطہ کی ہے۔
سب سے اوپر نقطہ ہے اگر اس نقطہ کو سب سے اوپر [illegible]
جائے تو اس علم کا بیڑا غرق ہو جائے۔ اگر بالفرض آپ اس
نقطہ کو دوسرا مقام دے دیں۔ تو علم رمل [illegible] شکل بن
جائے گی ( ) جو نحس اکبر ہے۔

اگر آپ اس نقطہ کو تیسرا مقام دیں تو شکل ( ) بنے
گی جو [illegible] نحس ہے۔

اگر آپ اس نقطہ کو چوتھا مقام دے دیں تو شکل ( ) بنے
گی جو نحس اکبر ہے۔ اولیت اگر نقطے [illegible] شکل
[illegible] علم رمل [illegible] اور اگر اس نقطہ [illegible] علم

نہیں۔ مگر عوام کی دلچسپی کے لئے میں یہی لکھ رہا ہوں۔ مگر یاد رکھئے
ان ہر دو شکلوں کے منسوبات میں اپنی کسی کتاب سے نہیں لکھ رہا۔
تاکہ پڑھنے والوں کو مجھ پر غلط بیانی کا "بیان" دینے کی جرأت نہ ہو
آپ سرخاب الرمل صفحہ ۱۲۲ پر شکل لحیان کے منسوبات
پڑھ سکتے ہیں اور مختصر سا خاصہ میں بھی پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ لحیان سعد اکبر ہے ___ اس شکل کی ذات مشتری ہے۔
۲۔ اس شکل کا انسان خوش خلق۔ ذوفہم۔ فصیح زبان۔
فراخ چشم اور فراخ سینہ ہوتا ہے۔
۳۔ اس شکل کا پیشہ عدالت ہے۔ ریاضی، نجوم، منطق اس
میں اس شکل کو خاص دخل ہوتا ہے۔
۴۔ اس شکل کا مقام عدالت یا مسجد ہے۔
۵۔ اس شکل سے تعلق رکھنے والے ممالک مکہ، مدینہ، نجف اشرف
کاظمین، مشہد، کربلا معلی، طوس اور بغداد ہے۔
۶۔ اس شکل کو نباتات کے پھولوں سے نسبت ہے۔
۷۔ اس شکل کو نسبت ماہ رمضان سے ہے۔
۸۔ اس شکل کی نسبت دستار سے ہے۔

یہ مختصر منسوبات کتاب سرخاب الرمل صفحہ ۱۲۲ پر آپ
خود پڑھ سکتے ہیں۔ یہ نقطہ اول کی صحیح شکل کے منسوبات
ہیں۔ بعد رسول اکرم مولا علیؑ سے زیادہ سعد اور کون ہو سکتا
ہے جن کے متعلق فرمایا ہے۔

من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ

یا علیؑ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ
یا علیؑ انت منی وانا منک ___ دمک دمی لحمک لحمی
ہزاروں احادیث نبوی اس بات پر شاہد ہیں کہ رسول اکرم اور
علیؑ کا ایک خون ایک گوشت ایک پوست۔ ایک نسل۔ ایک خاندان
ایک شجرہ اور ایک نور ہے ان سے زیادہ سعد اور کون ہو سکتا ہے!
علیؑ سے زیادہ عادل اور زیادہ ریاضی دان [illegible]
اسلام کے اندر سے تلاش کرنے کی کوشش کر کے دیکھو۔
علیؑ کا مقام مسجد ہے۔ کعبہ ہے۔ نجف ہے۔ کعبہ میں
ولادت۔ مسجد میں شہادت اور نجف اشرف میں مقبرہ۔
علیؑ ماہ رمضان میں شہید ہوئے۔
علیؑ کے سر پر رسولؐ کی دستار ہے۔ خم غدیر کے موقعہ
پر رسم دستار بندی بلند کر کے رسولؐ نے یہ شرط بھی مکمل
فرما دی۔
غرضیکہ سعد سراسر علیؑ کی ذات سے متعلق ہے۔
اب لیجئے۔ سرخاب الرمل کے صفحہ ۱۴۰ پر شکل [illegible]
کے منسوبات پڑھئے۔ مختصراً مجھ سے بھی سنئے۔

۱۔ اس شکل کا وقار ذلیل ہے۔ یہ شکل منحوس ہے نحس
اکبر ہے۔
۲۔ اس شکل سے تعلق رکھنے والا انسان۔ طویل قد مائل تنگ چشم
اور منحوس ہوتا ہے (کتاب کا مصنف مجبور ہوت کا لفظ
بھی لکھ گیا ہے۔)

٣- اس شکل سے تعلق رکھنے والی جگہ بت خانہ ہے
٤- اس شکل کا پیشہ جادوگری۔ کوزہ گری۔ سنگ تراشی۔
گورکنی اور جسم فروشی ہے۔
٥- اس شکل کا مقام قبرستان۔ اور غلیظ بدبودار تنگ و تاریک
مقام ہے۔
٦- اس شکل سے تعلق رکھنے والے ممالک۔ حبش، مصر، مغرب
اور سومنات ہیں۔ علم رمل کی الخط شکل کا انجام کس قدر
خطرناک ہے؟

علیؑ علم النفس کی روشنی میں

علم النفس

علم النفس ایک سفر ہے۔ اس علم کا ماہر بغیر کسی حساب کے
بغیر لکھنے پڑھنے کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حالات زمانہ کو اک آن واحد
میں سمجھ سکتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے ہر سوال کا جواب دیا جا
سکتا ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا
میں نے صرف ایک مہینہ اپنے نفس کی رفتار کو کنٹرول
کیا تھا اور اپنے حالات مستقبل کا قبل از وقت جائزہ لیا
کرتا تھا۔ جو بالکل درست ثابت ہوا کرتا تھا۔
ایک مختصر سا کتابچہ میں نے اس علم کے بارے میں لکھا ہے
"سانس" جس کے مطالعہ سے آپ کو بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔

مختصراً عرض گزار ہوں کہ سانس جس پہ ہماری زندگی کا انحصار ہے
اس کی ابتدائی ٢ قسمیں ہیں۔
١- شمسی ٢- قمری
دائیں نتھنے سے جب سانس جاری ہو تو اسے کہتے ہیں
شمسی نفس اور بائیں نتھنے سے جب سانس جاری ہوتا ہے
کہتے ہیں قمری نفس۔ قدرت نے ان دونوں قسموں کو مساوی
وقت میں تقسیم کیا ہے۔ شمسی نفس کا دور ٢ گھنٹے ہے اور
اس کے بعد ٢ گھنٹے قمری نفس چلتا رہتا ہے یا ایک نتھنے سے
[illegible] دوسرے پر سانس زیادہ نکلتا معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسرے
نتھنے سے کم [illegible] جس نتھنے سے سانس زیادہ نکلتا معلوم
ہو وہی [illegible] "شمسی یا قمری" چل رہا ہوگا۔
اگر دائیں نتھنے سے سانس زیادہ نکلتا معلوم ہو تو شمسی نفس
چل رہا ہوگا اور اگر بائیں نتھنے سے سانس زیادہ نکلتا معلوم
ہو تو قمری نفس چل رہا ہوگا۔ ان ہر دو [illegible] کے لئے
٢ گھنٹے کا وقت مقرر کر رکھا ہے [illegible] بجے شمسی
چل رہا ہے تو صبح ١٢ بجے قمری نفس چلنے لگا۔ اگر دونوں
نفسوں کا دور کسی دن ٢ گھنٹے سے کم ہو جائے یا زیادہ ہو
جائے تو یہ دلیل ہے زندگی میں مستقبل قریب کی اچھی یا بری
بات کی ———— اور یہ تغیر زندگی کے مختلف امور کی
پیشگوئی ہوتی ہے۔ کائنات [illegible] شمس و قمر کی حکومت کا ذکر
فرماتا ہے۔ اللہ بھی شمس و قمر کی قسمیں اٹھاتا ہے۔

والشمس وضحٰها ۔ والقمر اذا تلٰها ۔ حیات کے اضطراب
اضمحلال ، سکون و راحت کا دار و مدار شمس و قمر نفوس پر
منحصر ہے ۔ اور کائنات کے نظام کا دار و مدار تو خدا وندی
کی ذات پر منحصر ہے ۔

علم النفس کی رو سے جتنا وقت شمسی نفس کا ہے اتنا ہی وقت
قمری نفس کا ہے ۔ اگر کسی وجہ سے قمری نفس کی حکومت کا
وقت کم ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ پر بہت ہی جلدی
کوئی ناگہانی آفت آنے والی ہے ۔ کشت و خون ، لڑائی
دنگا فساد اور مقدمہ بازی ہوگی

اسلام کے قمر . . . علی کا دور حکومت کم کر دیا گیا تو یہاں
یہی کچھ ہوا ۔ اگر قمری حکومت کا زمانہ زیادہ

ہو جائے تو راحت سکون خوشی اور آرام حاصل ہوتا ہے ۔
جب شمسی نفس کا وقت ختم ہو جائے تو لازمی طور پر قمری
نفس کا دور حکومت شروع ہو جاتا ہے ۔ مگر درمیان میں
۳ ساعتیں آتی ہیں ۔ اور ان ۳ ساعتوں کے گزرنے
کے بعد قمری نفس کا دور شروع ہوتا ہے ۔ سمجھے [illegible] ۔
ہے یہ تاریخ اسلام کی صحیح ترجمانی !
کہ شمسی دور ختم ہونے کے بعد ۔۔۔ ۳ ساعتیں درمیان
میں آ پڑتی ہیں اور اس کے بعد قمری دور شروع ہوتا ہے ۔
شمسی نفس کا وقت بھی ۱۲ گھنٹے اور قمری نفس کا وقت
بھی قدرت کی طرف سے ۱۲ ہی گھنٹے ہے ۔

اور ان تین ساعتوں کا وقت قدرت نے مقرر نہیں کیا ۔ کیونکہ فطری
طور پر ہر شمسی دور کے بعد قمری دور ہی ہونا ضروری ہے یہ ۳ ساعتیں
درمیان میں خواہ مخواہ آ گئی ہیں مگر ان کا قدرت کی طرف سے مقرر شدہ
وقت نہ مقرر ہے اور نہ ہی کوئی ہے ۔
بس یہ ساعتیں آ ہی جاتی ہیں ۔ ایک ساعت کا نام ہے
ساعت زحل دوسری ساعت کا نام ہے ساعت مریخ ۔
اور تیسری ساعت کا وقت ہے ساعت ستادیر ۔
اگر یہ ساعتیں درمیان میں نہ ٹوٹ پڑتی ہوں اور شمسی نفس
براہ راست قمری نفس کی طرف منتقل ہو جائے تو دلیل ہے
اس بات کی کہ آپ نہایت آرام سے عزت سے ۔ وقار سے ۔
دولت حشمت اور عظمت کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں ۔
۱ پہلی ساعت زحل ہے ۔ یہ ساعت انتہائی منحوس ہے ۔
۲ دوسری ساعت مریخ ہے ۔ اس دور میں کشت و خون کی کثرت
ہوتی ہے ۔
۳ تیسری ساعت ستادیر ہے ۔ یہ ساعت نہایت خطرناک ہے ۔
ساعت ستادیر میں احتیاط سے رہے اگر کسی پر غصہ آ گیا
تو اس کا نتیجہ خطرناک ہوگا ۔
جذبات کے اس مشتعل وقت میں ہی قتل و غارت
کے اکثر واقعات ہو جاتے ہیں ۔ علم النفس کے ماہروں کی
متفقہ طور پر یہ رائے ہے کہ دنیا میں جس قدر لڑائی جھگڑے
قتل اور فساد کے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں سب نفس

رسول اکرم کو معلوم ہے کہ جب میں معراج پر گیا۔ تو اللہ نے
کلام فرمایا مجھ سے لہجہ علیؑ کا تھا۔ گویا علیؑ ــــ معراج پر جا کر نفس
ناطقہ بن گئے ــ ہر شخص یہ پوچھتا ہے کہ "تیری بات کا
نفس مضمون کیا ہے"؟ ــــ تو گویا معراج کے کلام
کا نفس مضمون تھا ــــ علیؑ!

ایک دن کمیلؓ نے جناب امیر المومنینؑ سے پوچھا "نفس کیا چیز ہے؟" ارشاد فرمایا کہ تو کس نفس کو دریافت
کرتا ہے؟ عرض کی مولا کیا ایک نفس کے علاوہ کوئی اور
نفس بھی ہیں؟

فرمایا ہاں چار نفس ہیں۔

۱۔ نامیہ نباتیہ ۔ ۲۔ حسیہ حیوانیہ ۔ ۳۔ ناطقہ
قدسیہ ۔ ۴۔ کلیہ الٰہیہ۔

اور ان میں ہر ایک کے لئے ۵ ۔ ۵ قوتیں ہیں۔

نامیہ نباتیہ کی ۵ قوتیں یہ ہیں ۔ جاذبہ ۔ ماسکہ ۔
ہاضمہ ۔ دافعہ ۔ مربیہ

حسیہ حیوانیہ کی ۵ قوتیں ہیں ۔ سامعہ ۔ باصرہ
ذائقہ ۔ شامہ ۔ لامسہ

ناطقہ قدسیہ کی ۵ قوتیں ۔ فکر ۔ ذکر ۔ علم ۔ حلم
نباہت ۔

کلیہ الٰہیہ کی ۵ قوتیں

۱۔ بقا فی الفنا ۔ فنا میں بقا کی جستجو ۔

۲۔ نعیم فی الشقاء ــ تکلیف میں راحت کی لذت
۳۔ عز فی الذل ــ ذلت میں عزت کا پہلو
۴۔ فقر فی الغنا ــ امیری میں فقیری کی شان
۵۔ صبر فی البلا ــ بلا میں صبر کا نمونہ

آپ علیؑ کے نفس ناطقہ قدسیہ کی پانچوں قوتوں کا امتحان کریں۔

فکر:۔ حسنین شہزادے عبادت پر گنہگاروں کی مغفرت کے لئے
دعائیں مانگنا علیؑ کا شعار زندگی ہے۔

ذکر:۔ ذکر خدا کا عالم تھا کہ خدا نے قرآن میں اہل الذکر کا
خطاب فرمایا۔

علم:۔ کی یہ حالت تھی کہ باب شہر علوم ہو گئے۔

حلم:۔ کا یہ مقام تھا کہ دشمن کے سینے پر سوار تھے کہ سر
کاٹ لیں۔ مگر اس نے بے ادبی کی، تو اسے چھوڑ کر
الگ کھڑے ہو گئے۔

نباہت:۔ آیات قرآنی اس پر صادر ہیں علیؑ کی ذات میں صحف
ناطق کی شان کا مظاہرہ ہوتا ہے

اب آپ علیؑ کے نفس کلیہ الٰہیہ کی ۵ قوتوں کو کھوج
پہ پرکھیں۔

بقا فی الفنا:۔ علیؑ نماز میں تھے اور حالت یہ تھی کہ تیر نکالنے
والوں کو شبہ ہوا کہ علیؑ مر گئے ــ جناب فاطمہؑ
کو اطلاع دی گئی تو آپ نے بیٹھ کر تسلی دے دی کہ
حالت اکثر نماز میں ہو جایا کرتی ہے۔

آدم سے لے کر قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے ۔ ہوں گے سب ہیں یا ہونگے ان سب کا باپ کون تھا؟ ابوتراب یا
اور باپ سے انکار کرنے والے کو لوگ کیا کہتے ہیں (نعوذ باللہ)
یا ابوتراب کو فقط [illegible] کہیں گے . . . . !
بدن انسانی میں خون ہے علیؑ کے بارے رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے
یا علی انت منی بمنزلۃ الراس من جسدی ۔

جسم انسانی میں چہرہ ہے	علیؑ	وجہ اللہ ہے
جسم انسانی میں آنکھ ہے	علیؑ	عین اللہ ہے
جسم انسانی میں زبان ہے	علیؑ	لسان اللہ ہے
جسم انسانی میں کان ہے	علیؑ	اذن اللہ ہے
جسم انسانی میں سینہ ہے	علیؑ	جنب اللہ ہے
جسم انسانی میں ہاتھ ہے	علیؑ	ید اللہ ہے
جسم انسانی میں خون ہے	علیؑ کے بارے رسول اکرمؐ کا ارشاد دمک دمی (تیرا خون میرا خون)	
جسم انسانی میں روح ہے	علیؑ کے لئے ارشاد رسولؐ ہے روحک روحی تیرا روح میرا روح	
جسم انسانی میں نفس ہے	علیؑ نفس اللہ بھی ہے نفس رسولؐ بھی ہے ۔	

انسانی جسم میں چار خلطیں ہیں خون بلغم صفرا سودا ۔
جسم کی قوت خون سے قائم ہے ۔ روح اسی کے سہارے
ٹکی ہے صحت اسی کے باعث ہے اور رسول اکرمؐ کا فرمان ہے

یا علی انت دمک دمی روحک روحی ۔ گویا محمدؐ کا
سارا خون علیؑ ہے اور علیؑ کا سارا خون محمدؐ ہے ۔
ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اگر کسی مریض کو خون دینے کی ضرورت
ہو تو اسی جسم کا خون دیا جانا مناسب ہے
جس
جسم کا خون مریض کے اندر موجود ہے ۔ ورنہ بجائے فائدہ کے
نقصان ہوگا ۔ گویا بجائے علیؑ کے ۔۔۔ اگر محمدؐ کا خون کسی
دوسرے کو سمجھا گیا تو نقصان کا باعث ہوگا
دوسرے شخص کے خون کی تاثیر ضرور پیدا ہوگی ۔ ایک مثال
مشہور ہے کہ کسی مولوی صاحب کو ڈاکٹر نے کسی میراثی کا خون
دے دیا ۔ مولوی صاحب اذان دیتے وقت تالیاں بجانے
لگ گئے ۔ جب میراثی کا ایک پاؤ خون مولوی سے تالیاں بجا سکتا
ہے تو کیا کہئے اس خون کا ۔۔ جس کا سارا خون محمدؐ کا خون تھا ۔
احادیث نبوی کا خون ذکر ہو ۔ اور علیؑ کو محمدؐ کا خون جانو ۔
رسالت اب تک قائم ہے تو صرف اس لئے کہ اس کے بقا کے
لئے اسے علیؑ اور اولاد علیؑ کا خون دیا گیا ۔ انہیں ذوات مقدسہ
سے اسلام قائم ہے خون کا مزاج گرم تر ہے اور گرمی سے ہی طہارت
پیدا ہوتی ہے اس میں یہ شجاعت صرف علیؑ کے دم سے ہے ۔
بلغم کا مزاج سرد تر ہے ۔ یہ مخلوق دینے کے قابل ہے ۔
اطبا کا قیاس ہے کہ بلغم خون کا بدل بن سکتی ہے مگر یہ قیاس
ہی قیاس ہے کسی نے بنتے نہیں دیکھا ۔ اور محض قیاس ہے ۔

اطبا کا ____ اور اول قاس من ابلیس جس نے سب سے پہلے
قیاس کیا وہ شیطان تھا ____ اس لئے قیاس اللہ
کی نظر میں شیطانیت ہی شیطانیت ہے۔ قیاس مت کیجئے
کہ خون کا بدل بلغم بن سکتی ہے۔ خون خون ہے بلغم بلغم ہے
جگر جگر ہے گردہ گردہ ہے۔
رسولؐ کا جانشین ہر ایک ولیؑ نہیں ہو سکتا ہے۔
بلغم بلغمی نہیں ہو سکتا۔ سوچئے غور کیجئے تا بصیرت کام
لیجئے۔ صفرا کا مزاج گرم خشک ہے غصہ اس کی زیادتی کے باعث
بہت آتا ہے۔ عقل و فراست اس کے فساد کے باعث ہوتے ہیں
اکثر مہلک امراض کی وجہ صفرا ہوتا ہے۔
سودا کا مزاج سرد ہے اس کا مزاج گریہ کی طرف راغب ہوتا
ہے۔ یہ نہایت فاسد خلط ہے۔ یہ انسان کے ہوش و حواس
کو کھو دیتی ہے۔ بدن پر جگہ جگہ پھوڑا پھنسی آتے ہیں۔ رنگت
بدن میں سیاہی آ جاتی ہے۔ جیسے عنقود ؟ - انہیں سے تو ب
سمجھے گا۔
سب خلطیں... خون کے تابع ہیں اور بدن کا کل نظام
خون کے تابع ہے۔ جسم میں جہاں تکلیف شروع ہو۔ قوت
مدبرہ فوراً ہی اس مقام پر خون کو امداد کے لئے بھیجتی ہے۔
جیسے علیؑ ہر مقام پر پہنچ کر رسولؐ اکرم کی امداد فرماتے تھے
اعضائے رئیسہ تین ہیں۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ دماغ کی شکل سر
میں ہے اور جناب رسولؐ اکرم کا ارشاد ہے یا علیؑ انت

منی بمنزلۃ الراس من جسدی۔
یا علیؑ تجھے مجھ سے یہ نسبت ہے جیسے جسم کو سر سے ہوتی ہے
گویا علیؑ رسالت کا سر ہے۔
علیؑ رسالت کا دماغ ہے۔
بدن انسانی میں دل کی حکومت ہے اور دماغ اس کا وزیر
ہے۔ کائنات میں رسالت اور حکومت ہے محمدؐ کی اور علیؑ اس
کا وزیر ہے۔ یا علیؑ انت منی بمنزلۃ الراس من جسدی
محمدؐ دل ہے علیؑ دماغ ہے۔ علیؑ وزیر ہے رسالت پناہ کا ____
اور وزیر ہی کی عقل پر حکومت کا نظام چلتا ہے۔ اسلام چلتا ہے
صرف اسی وزیر کے تدبر پر...... ! دماغ سے ہی اعصاب کا
سلسلہ شروع ہوتا ہے اور جسم کی تمام حسوں کا مرکز ہے دماغ ____ !
روح کے احکام براہ راست اعضا تک نہیں آتے بلکہ پہلے
دل پر نازل ہوتے ہیں۔ اور دل سے دماغ کی طرف پہنچتے ہیں۔
دماغ دیگر اعضا کی طرف ان احکام کو بھیجتا ہے ____ دل کا کام
ہے روح سے احکام لینا اور دماغ کا کام ہے سلطنت جسم میں عمل کرانا۔
گویا کمال بدن اسی وزیر کی قابلیت پر منحصر ہے۔
جس طرح دل کے بغیر آدمی زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ اسی
طرح دماغ کے بغیر بھی انسان زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔
دماغ نام ہے ۱۲ قوتوں کا۔ باصرہ۔ سامعہ۔ ذائقہ۔
شامہ۔ لامسہ۔ حس مشترک۔ حافظہ۔ ممیزہ۔ متخیلہ۔
متفکرہ۔ ناطقہ۔ متنفسہ۔ ان ۱۲ قوتوں میں اگر ایک قوت بھی

Presented by www.ziaraat.com

کم ہو جائے تو جسم اپنے صحیح فرائض انجام نہیں دے سکتا۔ امام
بھی ۱۲ ہیں۔ ان کے بغیر بھی اسلام کے فرائض صحیح طور پر انجام
نہیں ہو سکتے۔

دماغ اور دل میں اتنا گہرا تعلق ہے۔ اتنا قریبی واسطہ ہے۔
کہ یہ تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ بات دل سے نکل کر آئی ہے
یا دماغ سے ــــــ نبیؐ اور علیؑ میں بھی اتنا ہی گہرا تعلق ہے
کہ جو بات محمدؐ کی ہے وہی علیؑ کی ہے۔ جو علیؑ کی ہے وہی بات
محمدؐ کی ہے۔

دماغ دل کا ایک دروازہ ہے۔ حضورؐ شہرِ علم ہے اور علیؑ
اس علم کے شہر کا دروازہ ہے۔

دل چھپا ہے اور دماغ اوپر ہے۔ گویا یہاں انسانی جسم کے
منظر دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں بھی دل چھپا تھا اور دماغ تھا۔

دماغ بدن کی اصلاح کرتا ہے جسم کے ہر حصے میں بدن کے
احکامات کو پہنچاتا ہے گویا دماغ مشکل کشا بدن ہے۔

جیسے دل دماغ قائم ہے بدن کی تمام قوتیں اسی سے قائم ہیں
گویا دماغ جسم کا اولی الامر ہے۔

دل جسم کا ایک شہر ہے اور دماغ اس کا دروازہ ہے
ہم جو کچھ اس سے سمجھتے ہیں، دیکھتے ہیں، کرتے ہیں۔ سوچتے
ہیں سب کچھ دماغ کی امداد سے کرتے ہیں دل سے جو کچھ جسم
انسانی کو ملتا ہے۔ دماغ کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ علیؑ باب
مدینۃ العلوم ہے جو کچھ مخلوق کو ملتا ہے اسی دروازہ سے

ملتا ہے۔ اور امامت کے سوا اعمال اسی کے ذریعہ سے پہنچتے ہیں
دماغ کا قائم مقام معدہ نہیں ہو سکتا۔ معدہ کا کام ہے
کھانا اور فضلہ نکال دینا۔ بس ہر چیز کا کھا جانا۔ اپنا مال پرایا
پرایا۔ کھا جانا اور بس کھا جانا ــــــ دماغ کا قائم مقام پیٹ
نہیں ہو سکتا ہے اس کم بخت میں اتنی گڑواہٹ ہے۔
کہ اگر پھیل جائے تو بدن کی حالت ہی کو ابتر کر دے۔ اکثر
ڈاکٹروں نے اسے عضو معطل قرار دے کر نکال بھی دیا تو زندگی
قائم رہی۔ دماغ کا بدل تلی نہیں ہو سکتی یہ تو سودا کا مرکز ہے
غرور طحال سا عضو ہے۔ جسم کی ردی اور فضول خون کو اپنے اندر
جمع رکھتا ہے۔

دماغ کا بدل دماغ ہی ہے۔ یہ اپنے اصلی مقام پر رہے
تو سب کچھ درست ہے۔ اللہ نے دو آنکھیں بنائی ہیں یہ
نورانی مخلوق ہے سارے جسم کو راستہ دکھانے والی بھی
نورانی مخلوق ہے۔ یہ نہ ہو تو ہم بھٹکتے پھریں۔ ہماری رہنمائی
نور کرتا ہے۔ دیکھنے میں یہ دو ہیں مگر ان کا نور ایک ہے
ان کا کام ایک ہے۔ ان کی بصارت ایک ہے جو کام ایک
آنکھ کا ہے وہی کام دوسری آنکھ کا ہے۔ اللہ نے ان کو
دو بنایا ہے۔ اس لئے کہ یہ نورانی مخلوق ہے اور اللہ
نے نور کو جب بھی تخلیق فرمایا دو کر کے پیدا کیا۔

انا و علی من نور واحد۔

اگر ایک آنکھ چلی جائے تو اس کا پورا کام دوسری آنکھ

سرانجام دیتی ہے۔ آنکھ کی جانشین آنکھ ہی ہو سکتی ہے
ناک نہیں ہو سکتی۔ ناک اگرچہ ان دونوں آنکھوں کے قریب
قریب ہے مگر آنکھ کا جانشین نہیں بن سکتا۔ نور کا جانشین
نور ہی ہو سکتا ہے۔

علم زراعت اور شانِ علیؑ

ہر تخم کے لئے یکساں زمین کام نہیں دیتی۔ بعض کے لئے
زیادہ کمائی ہوئی زمین کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض کے
لئے معمولی ـــــ اور بعض کے لئے بہت ہی کم۔
جتنی بیش قیمت جنس ہو گی اتنی ہی اس کیلئے زیادہ
ریاضت کی ضرورت ہو گی آپ نے مخمل کے تختے
جیسے اُگے ہوئے دیکھے ہوں گے۔ سرسوں کے کھیتوں پر
ـــــ وہاں کے کاشتکار معمولی ہل چلا کر بیج بو دیتے
ہیں اور فصل اُگ آتی ہے۔ مگر گندم، کپاس اور گنا
جیسی قیمتی اجناس کے لئے کاشتکار کو بہت زیادہ
محنت کرنا پڑتی ہے۔
جب معمولی مادی چیزوں میں یہ حال ہے تو امامت
و ہدایت معمولی سینوں میں کیونکر پرورش پا سکتی ہے
اس کے لئے ایسے قلوب کی ضرورت ہے جو خلقت
آدم سے ہزاروں سال پہلے عالم نور میں پرورش پا
چکے ہوں۔

علیؑ ہی وہ ہستی ہے جس کو رسولؐ نے ہر ممکن طریقے سے تعلیم
دی۔ گود میں پال کر۔ زبان چوسا کر۔ زبان منہ میں دے کر
سینے پر لٹا کر۔ سینے سے لگا کر۔ طائر کی طرح بھرا کر۔
جب علیؑ نے پوچھا تو بتا کر اور نہ پوچھا تو اپنی طرف سے
بتا کر ـــــ رسولِ اکرمؐ نے پوری طرح سمجھ لیا تھا کہ ریاض
کی ہوئی زمین ہے۔ ہدایت و امامت کا بیج یہاں رنگ لائے
گا۔ ایک ایک دانہ سے ہزار ہزار دانے پیدا ہوں گے۔
بتا دیجیے! رسولِ اکرمؐ کی ہدایت تو سب پر مساوی تھی
مگر ہر فرد کو اتنا ہی فیض ملا جتنا اس کا ظرف تھا۔ ہدایت
ایک جیسی تھی۔ مگر اس کے اثرات مختلف تھے۔ کوئی اس
ہدایت سے مومن بنا کوئی مسلمان بنا۔ کوئی ضعیف الایمان
بنا اور کوئی کُل ایمان بنا ـــــ تخم ایک تھا۔ مگر زمین مختلف
ہونے کے سبب سے اثرات مختلف ہو گئے۔ شور زدہ
قطعات پر آپ لاکھ محنت کریں۔ ہل چلا کر۔ پانی
دیں۔ کھاد دیں۔ مگر پیدا کیا ہو گا؟ ـــ تجربہ کر کے دیکھ لیں
نتیجہ ہی منفی ہو جائے گا جو کچھ منہ میں آئے کہہ ڈالئے
ہر تخم زمین سے وہی چیز لے گا جس کے لئے وہ بنایا گیا
ہے۔ یہ زمین بھی تخم شناس ہے۔ زمین کی یہ کرامت
ہے کہ وہ ہر اچھے بیج سے منضبط کر کے تخم کو خوب پہنچاتی
ہے۔ زمین اپنا فرض سمجھتی ہے انہیں لگاتی نیم کو کڑوا
رس دیتی ہے۔ انگور کو میٹھا رس دیتی ہے اور لیموں کو

کھٹا رس ــــ زمین کا ایک قطعہ ہوتا ہے محنت ایک جیسی ہوتی ہے ۔ نگہداشت ایک جیسی ہوتی ہے ۔ مگر پاس پاس کھڑے ہوئے درختوں میں ایک کا رس میٹھا ہے ۔ ایک کا کھٹا ہے ایک کا کڑوا ہے ۔ یہ سب تخم پر مبنی ہے جیسا تخم ویسا ثمر اور جس کا تخم ۔ نور الٰہی ہو ۔ "انا و علی من نور واحد" اور یہ نسل خداوندی سے اس طرح چلا ہو جیسے شجرہ سورج میں سے سورج کی کرنیں ــــ اس تخم پر زندگی محنت کرنے سے جو پھل آئے گا اس پھل کا نام ہے "امامت اور ولایت" ــــ درختوں کے رنگ و روپ اور پھلوں کے ذائقہ کا دارومدار تخم پر مبنی ہے ۔ جیسا تخم ہوگا ۔ اس کا درخت آخر تک ویسا ہی رہے گا ــــ اگر نیم کا بیج آم کی جڑ میں دیا جائے تو یہ مقاربت اور صحابیت کوئی فائدہ نہیں دے سکتی ایک ہی جڑ میں نیم اور آم موجود ہوں ۔ مگر آم آم رہے گا اور نیم نیم ــــ آم کڑوی کو میٹھا نہیں بنا سکتا ــــ ہاں ایک ہی قسم کے درخت اور ایک ہی نسل کے درخت چاہے قریب قریب ہوں یا دور دور ان کی خصوصیات میں کوئی فرق نہ پڑے گا ۔ کیا تعجب ـ ایک ہی درخت میں کہیں پھل پکا ہے ۔ کہیں کچا ہے کوئی پھل بھاری کوئی ہلکا ہے کوئی خوش رنگ ہے کوئی بدرنگ ہے جب ایک ہی درخت کے سب پھول ایک ہی درخت کے تمام ثمر یکساں نہیں ہو سکتے تو رسول کی صحبت میں بیٹھنے

والے سب کے سب لوگ کیونکر ایک جیسے ہو سکتے ہیں ۔

اسی طرح سب اصحاب برابر نہیں ۔ کیونکہ بعض اصحاب نے صرف چند ساعت اور چند یوم کی صحبت کا شرف حاصل کیا تھا ۔ اور بعض زندگی بھر ساتھ رہے تھے ۔ بعض کی ذاتی صلاحیت کی منزل دوسروں سے کم تھی ۔ بعض میں کسب شرف اور جذب تعلیم کا مادہ دوسروں کے برابر نہ تھا ۔ بعض ایسے تھے کہ باوجود پاس بیٹھنے کے رسالت مآب کے خدوخال نہ بتا سکے ۔

اور بعض باوجود شرف زیارت حاصل نہ کرنے کے سب کچھ پا گئے ۔ بعض کو قربوا اعنی کہہ کے اٹھا دیا گیا ۔ اور بعض کو انت منی و انا منہ کہہ کے سینے سے لگا لیا گیا ۔

پس تمام کا مرتبہ ایک جیسا نہیں ہو سکتا ۔

پھر کیوں کہتے ہو ۔ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں ان کی طینت میں فرق ۔ ان کے علم میں فرق ۔ ان کی شجاعت میں فرق ۔ ان کی قربت رسول میں فرق ۔ ان کے اخلاق میں فرق ان کی تربیت میں فرق ۔

جس کی طینت ۔ رسول کی طینت جیسی تھی وہ اور تھا ۔ جس کی شجاعت سے اسلام پھیلا اس کا مرتبہ الگ تھا ۔ جس کو باب مدینۃ العلم کہا گیا ۔ اس کی شان جدا تھی ۔ جس کو "نفس رسول" کہا گیا ۔ اس کی نسبت الگ تھی ۔ جس کو بھائی کہا ۔ اپنا نائب بنایا ۔ اپنی طرح مولا بنایا ۔ جس کا خون خون الرسول کا خون ۔ جس کا گوشت لحم الرسول

کا گوشت جو دعک دمی - لحمک لحمی -
جو انت منی وانا منہ -
وہ اور تھا - اور دوسرے اصحاب اور تھے -
کچھ فرق نہیں ان چاروں میں کہہ کے اپنی کم علمی - بے بضاعتی
بے مائگی اور بے عقلی کا ثبوت نہ دو -
جب ہاتھ کی پانچ انگلیاں برابر نہیں ہو سکتیں - تو یہ چاروں
ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں -

آسمان ——— زمین نہیں بن سکتا
قلندر ——— سکندر نہیں بن سکتا -
قطرہ ——— سمندر نہیں بن سکتا -
کنکر ——— دُر نہیں ہو سکتا -

بھائی صاحب یوں کہو — بہت فرق ہے ان چاروں میں -
ایک درخت جب بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی نسل کو باقی رکھنا
ضروری ہو تو مالی اس درخت کا پیوند لگایا کرتے ہیں وہ اس
طرح کہ اسی طرح کا اور اسی نسل کا ایک پودا گملے میں رکھ کے
درخت کی ایک شاخ سے پیوند کر دیا جاتا ہے - کچھ دنوں
کے بعد اس پودے میں درخت کا پیوند پھوٹ نکلتا ہے -
اب اس پودے میں اسی درخت کا اثر اور ذائقہ ہوتا ہے -
قدرت نے آخری نبوت کے درخت کو دوامی بقا دینے کے
لئے امامت کا ایک پودا کعبہ کے گملے میں لگایا - اور اس
درخت کی شاخ سے پیوند لگا دیا - تاکہ رنگ امامت

کا ہو مگر اثر نبوت کا آجائے اور قیامت تک یہ نسل قائم رہے
فاعتبروا یا اولی الابصار

علم الخواب اور شانِ علیؑ

خواب کے اسرار سے واقفیت حاصل کر کے زندگی اور موت
دونوں حالتوں میں زندہ رہا جا سکتا ہے - دوسری زندگی والا
(یعنی وہ شخص جو اپنے خواب پر قابو حاصل کر لیتا ہے) وہ اپنے
مرے ہوئے عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کر سکتا ہے
وہ نہ موت سے ڈرتا ہے - اور نہ مرتے وقت اسے تکلیف
آتی ہے -
آج میں اس مادی دنیا کے پُر آشوب دور میں پہلی بار
اور صرف پہلی بار اس روحانی موضوع پر قلم اٹھا رہا ہوں
اس سے پیشتر علم الخواب پر ایسا قیمتی مضمون آپ کی
نظر سے نہ گزرا ہو گا اور نہ ہی آئندہ گزرے گا -

انسان کی زندگی کی ۳ حالتیں

انسان پر عام طور پر ۳ حالتیں قائم رہتی ہیں (۱) بیداری
(۲) خواب (۳) گہری نیند - ان تین حالات کی پھر ۳-۳
قسمیں ہیں -
عام لوگ صرف ان ۳ ہی حالتوں میں رہتے ہیں - بیداری

خواب اور گہری نیند ۔

خواب میں بیداری ۔ یہ بیداری کی روشن ضمیری ہے
اس حالت میں انسان معمولی یا بیداری کی طرح ڈرامے کا
اداکار ہی نہیں ہوتا بلکہ تماشائی بھی ہوتا ہے ۔ اور وہ ڈرامے
کے بعض حصوں کو اپنی منشا کے مطابق تبدیل بھی کر سکتا
ہے ۔ لیکن ایسی حالت میں قائم رہنے کی بجائے وہ اس
"عالم" کی روشن ضمیری سے محروم ہو جاتا ہے ۔
اس کا جسم لطیف کے ساتھ جو پیوند گزرتا ہے ۔ اس کو اس کی
پرواہ نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اسے پورا یقین ہوتا ہے
کہ چند منٹوں میں وہ اپنے مادی جسم میں واپس چلا آئے گا ۔
یہ حالت شدید حالت خواب میں کسی ٹیلنٹ کے بڑھ جانے
کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہے ۔ اس کو گہری خواب بھی
کہتے ہیں ۔

خواب میں بیداری کا طریقہ ۔ سوتے وقت اپنی حسیات
کو ذرا بیدار رکھئے ۹۵ فیصد اپنی توجہ کو نیند کے لئے چھوڑ دیجئے
اور ۵ فیصد توجہ کو بطور تماشائی ہوشیار رکھئے ۔ میرے یہ
الفاظ شاید آپ کی سمجھ میں پوری طرح نہ آسکیں ۔ مگر اس مفہوم
کو دہرانے کی کوشش یوں کروں گا کہ سونے سے پہلے اپنی طبیعت
کو اس بات پر مائل کر دیں کہ میں خواب میں جاگ رہا ہوں
اپنے لاشعور کو ترغیب دیں ۔ جیسے انگریزی میں [illegible] کا علاج
سے عمدہ لفظ اور کوئی نہیں مل سکتا ۔ اگر آپ ایسا سمجھ لیجئے

لاشعور کو بار بار دیں گے ۔ تو آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے
احساسات خواب کے عالم میں بھی بیدار ہوں گے ۔ آپ ہر
بات کو آسانی سے سن سکیں گے اور نیند میں ہونے کے باوجود
ماحول کے تمام اثرات سے باخبر ہوں گے ۔
آپ کو جو خواب اس عالم میں آئے گا آپ ایک تماشائی کی
حیثیت سے اس ڈرامہ کا سین دیکھیں گے ۔ یہ مشق نہایت
مشکل مگر بہت ہی مفید ہے اور ایک یا دو مصنوعی خواب
کی مشق کے بعد آسان معلوم ہوتی ہے ۔

خواب میں خواب

یہ خواب کی روشن ضمیری ہے ۔ اور ہپناٹزم کی حالت کے
مشابہ ہے جیسے ایک منٹ کے خواب میں انسان یہاں کے
سالہا سال کی زندگی گزارتے ہوئے محسوس کرتا ہے جس
کی راتوں اور دنوں میں وہ باقاعدہ سوتا جاگتا کام کرتا ہوا
معلوم دیتا ہے ۔

خواب میں خوب حاصل کرنے کا طریقہ

طریقے کئی ہیں مگر طوالت کتاب کے باعث مختصراً ایک جامع
طریقہ بہر قارئین کر رہا ہوں ۔
خواب میں بیداری کی قسم کے بعد یہ مشق آسان ہو جاتی ہے
حالت خواب میں اپنے نفس کو بیدار کیجئے اور اسے ترغیب دیجئے

کہ آپ آرام سے سو جاؤ، ایک خیالی چارپائی اور خیالی بستر بچھا کر عالم خواب
میں ہی اس پر سو جاؤ اور اپنے لاشعور کو کہو کہ سو جاؤ۔ آپ خواب میں
گہرے خواب میں چلے جائیں گے اس حالت میں عجیب بات یہ ہے کہ
انسان یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے تو میں خواب میں تھا اب بیدار ہو
چکا ہوں حالانکہ خواب کی گہری کیفیت میں منتقل ہوتا ہے۔ اور اس
حالت میں اسے جو خواب آتا ہے وہ سو فیصدی سچا ہوتا ہے۔

جو لوگ روح کو لطیف حواس اور سادہ نفس کی خواہش سے
بچا کر اعلیٰ نفس کی جانب مائل ہو جاتے ہیں ان کے معمولی خواب بھی
عالم کثیف کی بجائے عالم لطیف کے ہو جاتے ہیں خواب میں خواب
حاصل کرنے کے بعد آپ کو مستقبل کے نیک و بد اور لمحے کے اکثر حالات
کا قبل از وقت پتہ چل سکتا ہے اور آپ کو اس عالم خواب میں جو
کچھ بھی دکھائی دیگا۔ وہ صحیح اور قطعی صحیح ہوگا میں نے خواب
در خواب تک ان مشقوں کو مکمل کیا ہے اور اپنے تجربات کی روشنی
میں بلا دریغ کہتا ہوں کہ واقعی ہر خواب ایک پیغام الٰہی اور
ایک الہام سے کم نہیں ہوتا۔

خواب میں گہری نیند

اس خواب میں انسان عالم ناسوت میں دوہری زندگی گزار
سکتا ہے اور وہ تین منٹ کے اندر اندر تمام زمین کا چکر لگا
سکتا ہے اس عالم میں جو خواب آتے اسی عالم ناسوت کا خواب
کہا جاتا ہے اور اس قسم کے خواب اکثر مستقبل کے متعلق اطلاعات

فراہم کرتے ہیں جو بالکل درست ہوتی ہیں یہ حالت خواب در خواب کے
طریقوں سے حاصل ہو سکتی ہے توجہ اور یکسوئی سے۔

گہری نیند میں بیداری: جیسے بیداری در خواب کی حالت میں
انسان کو خواب کا پتہ ہوتا ہے اسی طرح پھر بیداری کو لگاتار گہری
نیند کی حالت تک لے جا سکتے ہیں۔ اور اس سے ذرا ترقی کی جائے
تو گہری نیند میں بیداری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ سونے والا
سویا ہوتا ہے۔ مگر وہ عرش کے فرشتوں کو بھی دیکھ سکتا ہے۔
یہ عالم لاہوت کا خواب ہوتا ہے۔

"گہری نیند میں بیداری" کی حالت میں جو خواب ہوتے ہیں۔
وہ سو فیصدی درست ہوتے ہیں۔ اور ان کی صحت پر شک نہیں
کیا جا سکتا۔

گہری نیند میں بیداری حاصل کرنے کے طریقے:۔

۱۔ خواب در خواب حاصل کرنے کے بعد خواب سے بیداری کی
مشقوں کے دوران لوگ چند ہی دنوں کے بعد خود بخود اس حالت
میں پہنچ جاتے ہیں۔

۲۔ مصنوعی خواب میں شروع ہی سے خیال رکھیں کہ جب سونے لگیں تو
پھر سو جاؤ اور سمجھیں کہ اب نیند میں خواب شروع کر دیں۔
مصنوعی خواب کی مشق کے دوران جب معمولی خواب میں چلا جاتا
ہے تو اکثر اوقات یہی مشق خواب میں بھی دہرانے لگتا ہے۔
اور دو یا پانچ منٹ میں نیند آ جاتی ہے۔

اللہ بول رہا تھا - یا علیؑ اللہ والے مقام سے بول رہا تھا -
کچھ تھا ضرور کہ رسولؐ نے بھی بے تابی سے پوچھ لیا تھا کہ
میرے اللہ تو ہے یا علیؑ ؟ جو ہاتھ باہر نکلا تھا وہ بھی علیؑ کا تھا -
علیؑ اللہ والے مقام سے رسولؐ کے ساتھ بول رہا تھا اور ہاتھ
بھی علیؑ کا تھا - رسولؐ نے دنیا کی طرف نظر دوڑائی بستر رسالت پہ
علیؑ مسکرا رہا تھا - عرش پہ دیکھا تو علیؑ کا لہجہ تھا اور علیؑ کا ہاتھ تھا -
وہاں بھی وہی تھا یہاں بھی وہی تھا -
سونے والے نے بیداری اور خواب حقیقت کی چادر اوڑھلی
تھی اور مقام قوسین پہ چشم زدن میں پہنچ گیا تھا -
رسولؐ کا ہجرت کا بستر تھا اور مولاؑ کا ثبات اس پہ قائم فرما
رہے تھے جب عبادت میں ہو تو وجہ اللہ جنب اللہ اور عین اللہ
ہوتی ہے -
جب مہر نبوت پہ سوار ہو تو حق نمائی ہے -
جب فتح خندق کے میدان میں ہو تو بولا علیؑ کے نعرے لگتے ہیں -
جب رزم میں ہو تو کل ایمان اور کرار غیر فرار ہوتی ہے -
اور جب بستر پہ آرام پذیر ہو تو اللہ اس کا نفس خرید کر لیتا
ہے اور فرشتے اس کے پہرہ دار ہوتے ہیں جو اللہ کے گھر میں پیدا
ہوا ہے انسانی رشتہ ملے تو اور کیا ہے ؟
بتا دیجئے کیوں یہ قرآن ناطق تھا - اس کی شکل یا روشن رسولؐ
تھا یا بستر رسولؐ ------ اور اس کا غلاف مزمل والی چادر تھی -
جو چادر علیؑ تان کے سوئے ہوئے تھے اگر یہ چادر رسولؐ کے

اوڑھ پہ ہو تو رسولؐ کو اللہ فرماتا ہے - "یا ایھا المزمل" -
اب وہی چادر علیؑ اوڑھ کے بستر رسولؐ پہ ہی رسولؐ کی شبیہ بن
کر علیؑ عین رسولؐ بن کر سوئے ہیں اگر ان "یا ایھا المزمل" کے نام سے
یاد کر لیا جائے تو غلط نہ ہو گا - بس یہ ایک ایسی بیعت تھی کہ علیؑ
کا نفس ذات احدیت میں تحلیل ہو گیا تھا اسی لئے تو اللہ نے ارشاد
فرمایا - ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ

علم ہیئت (نجوم)

علم نجوم کے مطابق سات آسمان ہیں اور ہر آسمان پر ایک ایک
ستارہ ہے اسی بنیاد پر تمام کرۂ زمین کو سات حصوں میں تقسیم کر
کے ہر ایک حصہ ایک ایک ستارہ کے ماتحت کر دیا ہے چنانچہ
ہندو پاکستان بھی ایک حصہ ہے اور ستارہ زحل کے ماتحت ہے -
جناب سرور کائنات جن کے سبب سے یہ کائنات منصۂ شہود
پر آئی حدیث قدسی ہے - لولاک لما خلقت الافلاک
اگر رسولِ اکرمؐ کی خلقت نہ ہوتی تو کائنات و افلاک عالم وجود میں
نہ آتے - اور رسولِ اکرمؐ نے فرمایا - انا و علیؑ من نور واحد -
(میرا اور علیؑ کا ایک ہی نور ہے) تو افلاک کی تخلیق کا سبب
علیؑ کی ذاتِ مقدس بھی ہوئی -
سائنس دانوں کا قول ہے کہ سورج ہماری زمین سے ۹ کروڑ
۲۸ لاکھ ۳۰ ہزار میل دور ہے اور اس کا وزن ہماری زمین
سے ۱۳ لاکھ گنا زیادہ ہے اس کی روشنی کی رفتار ایک لاکھ ۸۶ ہزار

والے کی صفتیں لے کر آتے۔
اللہ نے چاند کی ٹھنڈی چاندنی پسند فرمائی۔ نہ اس کی ٹھنڈک پسند
فرمائی۔ صرف اتباعِ شمس ہے۔ اتنی محبوبیت تھی کہ اس ادا کی
قسم اٹھائی۔
جس جگہ شمس غروب ہوتا ہے اسی جگہ ذرا اوپر قمر کو ظاہر
کر دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قمر کو شمس بھیجتا ہے کہ میرے
بعد اندھیرا ہو جاتا ہے کہیں ظلمت نہ آ جائے۔ جاؤ دنیا کو روشن
کرو۔
سورج قریب غروب پہنچ کر قمر کو بلند کر دیتا ہے۔ اور ساکنانِ
فلک۔ اور جمیع نجوم و ثوابت کو بزبانِ حال کہتا ہے۔ ھذا
اخی و وزیری و وصی اھلی۔
اگر سورج کی زبان ہوتی اور وہ بول سکتا ہے۔ تو گویا شعر کہہ دیتا
من کنت مولاہ فھذا قمرٌ مولاہ۔
سورج غروب ہو رہا ہے اور چاند ذرا اوپر ظاہر ہو رہا ہے
بالکل اسی طرح جیسے کہ جسم پر سر ہو۔ گویا سورج کہہ رہا ہے۔ یا
قمر انت منی بمنزلۃ الراس من جسدی۔
سورج نیچے ہے چاند اوپر ہے بالکل کعبے کا منظر پیش ہے
وہاں سورج نیچے تھا چاند مہرِ نبوت پر سوار ہو کر بت شکنی کر رہا تھا۔
چاند ۳ دن رہتا ہے ہلال اور پھر بن جاتا ہے قمر۔ علیؑ
۳ دن کعبہ میں رہے جب بڑھ کر کعبہ سے نکلے۔ تو چاند بن
کر نکلے۔

علم الجبرا اور شانِ علیؑ

الجبرا کا مدار و مدار (لا) پر ہے یعنی الجبرا کا وجود ہی لا سے ہے۔
خدا کی الوہیت اور علیؑ کی ولایت امامت کو بھی لا کے سوا بیان
نہیں کیا جا سکتا۔ الوہیت کی صفات بیان کرنے کے لئے لا کا لفظ
استعمال ہوا ہے۔ جیسے لا الہ الا اللہ صفات خداوندی کو بیان کرنے
کے لئے پہلے لا اور بعد میں الا اکثر استعمال ہوا ہے۔ لا منفی اور
الا مثبت جیسے منفی اور پھر مثبت۔ یعنی جب خدا کی صفات کا ذکر ہوا
تو پہلے سرے کی نفی کر دی گئی کہ لا الہ نہیں ہے کوئی خدا دنیا کے
تو بتوں کو شے میں تلاش کرو گے نہیں ہے کوئی خدا الا اللہ سوائے
اللہ کے ...... یہ ایک امر قیمتی ہے جو کہ لا اور الا نے چاند کر دیا۔
اس طرح مظہرِ صفاتِ خدا علیؑ کی شان بیان کرنے کے لئے بھی
لا اور الا کا اکثر استعمال ہوا ہے جو انداز خدا کی صفات بیان کرنے
کے لئے ہو سکتا ہے وہی مظہرِ صفاتِ خدا کے لئے بھی ہے
اللہ کے لئے لا اور الا کا استعمال ہوا ہے اور علیؑ کے لئے
لا فتیٰ الا علیؑ نہیں ہے کوئی جوان مرد سوائے علیؑ کے یعنی پوری
کائنات میں علیؑ کے سوا کوئی جوان مرد ہے ہی نہیں ہو سکتا۔
ہی نہیں۔ ہو سکتا ہی نہیں الا علیؑ۔
فرشتوں نے آسمان سے نعرہ بلند کیا شروع کر دی الجبرا کی آیت
لا فتیٰ ... کوئی جوان مرد نہیں۔ تو کیا حسنین و دیگر انسان
اس وقت موجود تھے کیا فرشتوں کی نظر میں سب کے سب نامرد تھے؟

خیبر فتحوں کی اپنی مرضی ۔

ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جہاں جہاں علیؑ کی صفات اور علیؑ کا شان بیان ہوتا ہے لا کا استعمال ضرور ہوا ہے ۔

لا سیف الا ذوالفقار ہے کوئی تلوار مگر ذوالفقار کا مطلب کیا ہے کہ اس تاروں جیسے آسمان کے نیچے اور اس لہلہاتی ہوئی زمین کے اوپر علیؑ جیسا کوئی مرد اور علیؑ کی ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں اور اس کی تلوار کے سوا ہر شے کا سبب اور اس بھری دنیا میں اگر کچھ "لا" ہو سکتا ہے تو یا علیؑ کا وجود ہے یا اس کی تلوار ۔

نہیں اور اس کی تلوار کے سوا ہر شے کا سبب اور اس بھری دنیا میں کچھ "لا" ہو سکتا ہے تو یا علیؑ کا وجود ہے یا اس کی تلوار

رسول اکرمؐ کو اللہ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں سے کہہ دے کہ لا اسئلکم علیہ اجرا میں تم سے کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا الا المودۃ فی القربیٰ سوائے اس کے کہ میرے قریبیوں سے محبت کرو یہاں بھی لا اور الا کا استعمال ہے ۔

قربیٰ کون ہیں؟ جواب دو ۔ غور کرو ۔ تدبر سے کام لو سوچو سمجھو نزدیک کو عربی میں کہتے ہیں قریب ۔ اور جو بہت ہی قریب ہو گا اسے کہتے ہیں ۔ اقرب یہاں ہے "القربیٰ" اتنے قریبی کہ جنہیں رسولؐ تک بھی دور کی دمک دے ...

نفسیات اور شان علیؑ

ہم نفسیات کی رو سے انسانی زندگی کے ابتدائی سات سالوں

کو جسم اور ذہن کی نشوونما کا بنیادی زمانہ کہا جاتا ہے ۔ اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ یہی یہی وہ زمانہ ہے اور ٹھیک یہی وہ دور ہے ۔ جبکہ بچہ اپنے ماں باپ یا پرورش کرنے والے اور تربیت دینے والے کی پوری گرفت میں ہوتا ہے اسی دور میں انسانی عادات و خصائل کا اثر آخر زندگی تک رہتا ہے ۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہہ دوں کہ یہ سات سالہ دور انسانی زندگی کے ستر سالہ دور کی اساس ہے ۔ بچے کی پرورش کرنے والے کی شخصیت کا نمایاں اثر اور عادات و خصائل کا عمل پھر بچے کی سیرت پر پڑتا ہے ۔

جاہل ماں باپ کی جہالت کا جبر بچے کے ذہن کو ہمیشہ کے لئے ناکارہ کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں بچے کے دل و دماغ پر "احساس کمتری" کا بھوت سوار ہو جاتا ہے ۔

احساس کمتری کا شکار ہونے والے انسان اسی دور میں ماں باپ کی جہالت کا شکار بنتے ہیں ۔

احساس کمتری کیا ہے؟ گویہ ایک بیج ہے جو پرورش کرنے والے لوگوں نے اپنی جہالت کے سبب بچے کے دماغ میں بو دیا ۔

احساس کمتری کے نتیجہ میں سب سے پہلے اپنے وجود اور اپنی شخصیت کی طرف سے بے اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور اس کے بعد اچھے برے ماحول سے ۔۔۔

احساس کمتری کا مریض مذہب اخلاق ، خدا اور اپنی زندگی کے

بارے میں ہر اقدام پہ لامعلل یقین ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات
یہی لامعلل یقینی شدید اخلاقی بغاوت کا روپ بدل لیتی ہے۔
اور اس کے بعد انسان دوسروں کو دکھ پہنچا کر اپنے اندر سکھ
کا سانپ پالتا ہے۔ دوسروں کو دکھ پہنچا کر خود خوش ہوتا ہے
گویا دوسروں کو دکھ پہنچا کر اپنے "من" کو خوش رکھنے والے
انسان کی ابتدائی تربیت اور پرورش جہالت کی گود میں ہوتی
ہے۔ یہ ہے علم نفسیات کا کلیہ!! اور یہ چھوٹا سا ابتدائی
فقرہ ہر نفسیات دان سے پوشیدہ نہیں ہے اسی کلیہ کو سامنے
رکھ کر آئیے دربار خلافت میں —— اور لخت جگر رسولؐ جناب
بتولؑ کو جو اذیت دی گئی اس کا نفسیاتی تجزیہ کیجئے اور اس
کلیہ کی روشنی میں پرکھئے ——

احساس کمتری کا بیج اسی ابتدائی سات سالہ دور تربیت
میں بویا گیا ہے جو ماں باپ کی کمزوریوں کا عکس ہے۔ ہر ہر
بات پہ لولا علی لهلک عمر!! کہنے والے کو احساس کمتری
کا ہی مرض لاحق تھا کہ وہ اپنے آپ کسی صورت اور کسی طور
فیصلہ صادر کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا تھا۔ اسے اپنے
فیصلے پہ یقین ہی نہ تھا۔ اسی لئے تو اس پہ کائنات کو سہارا لے
کر اپنی غلالت کا راستہ ہموار کرنا پڑتا۔

ایک طرف حضرت عمر کی احساس کمتری کا یہ عالم اور دوسری
طرف حضرت علیؑ کے یقین محکم اور مسلمہ حتمی ایمان کا یہ عالم کہ خود
ارشاد فرمایا "اگر میرے سامنے سے [illegible] کا پردہ ہٹا دیا جائے۔

تو بھی میرے یقین و ایمان میں کسی قسم کا اضافہ نہ ہوگا —
ذہن کے پیکار نظام کو سمجھنے کے لئے یہ عرض کر دوں کہ خوف
—— غصہ — بے زاری — کنجوسی — حسد — رشک — رقابت — اپنی
یا دوسروں کی موت کی طلب — انتقام کی جنون تک خواہش — حرص
لالچ — ہوس — کمتری یا برتری کا احساس — خود بے زاری —
وہم — بے بنیاد خطرے — جنون تک غیر معمولی خاکساری —
خطرناک نازک مزاجی — سخت بد مزاجی — بے تحاشہ رونا — بے
تحاشہ ہنسنا — عالم بیداری کے خواب — پاگلانہ منصوبہ بندی —
وغیرہ وغیرہ —

یہ سب مختلف درجوں کی ذہنی بیماریاں ہیں اور یہ ذہنی
بیماریاں اس لئے پیدا ہوتی ہیں کہ بچپن میں فطری جذبات
نشو و نما نہیں ہونے پاتی —

اب آئیے۔ اس کلیہ کی روشنی میں حضرت علیؑ کی زندگی کا عکس
ملاحظہ فرمائیے۔ علیؑ کی پرورش صحبت دو عالم کی گود میں ہوئی۔
علیؑ زبان رسولؐ چوس کر پلے — دن بھر رسولؐ دو عالم کے
پاس اور رات بھر بھی سرور کائنات کے پاس!۔

فخر کائنات اور سید الانبیاء کی تعلیم و تربیت ہر حال ہر
وقت اور ہر آن تھی — تربیت کا یہی اثر تھا — کہ علیؑ جیسا
انسان پھر دوسرا کوئی نہ ہو سکا —

اصول تھا کل چار ہیں علم — معرفت — شجاعت اور عدالت
اور جناب امیرؑ ان چاروں اصولوں کی انتہا تک پہنچ چکے تھے —

کر کے صرف ایک ہی مرکز پہ ایک ہی مقصد پہ۔ ایک ہی خیال پہ یا ذات ایک
ہی نقطہ پہ اپنے ذہن کو مرکوز کر دیا جائے۔ تو انسانی ذہن پر سے
تمام پردے یکدم اٹھ جاتے ہیں۔ اور پھر باطنی آنکھ کام کرنے
لگ جاتی ہے۔ انسان کے منتشر الخیال ہونے کا یہ عالم ہے کہ اللہ
کی عبادت میں بھی اسے یکسوئی نصیب نہیں نماز پڑھتے ہیں
بیسیوں خیالات اور بے ہنگم خیالات کا دھارا چھوٹ پڑتا ہے
اگر یکسوئی پیدا ہو جائے اور آپ صرف اللہ کی ذات
سے لو لگا کر نماز پڑھیں تو اس نماز کی بڑی منزلت ہے۔
ارتکاز توجہ حاصل کرنے کے لئے صوفیائے کرام اور ماہرین
نفسیات نے کئی طریقے رائج کئے ہیں۔ اور ان مشقوں سے
کمالات کا مظاہرہ کیا ہے۔
میں نے بھی ان مشقوں سے فائدہ اٹھایا ہے جن مشقوں
کو میں سریع الاثر اور کامیاب ترین تصور کیا ہے وہ آپ کی خدمت
میں پیش کر رہا ہوں تاکہ ضرورت مند فائدہ حاصل کر سکیں۔
صوفیائے کرام نے ارتکاز توجہ کی ایک ایسی مشق تجویز کی
ہے جس سے دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔
ارتکاز توجہ کے ساتھ ساتھ یہ مشق عبادت بھی ہے۔
اور میں نے اس مشق سے کمال فائدہ حاصل کیا ہے۔ اس
عمل سے یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ باطنی آنکھ کھل جاتی ہے
اکثر خواب سچے آتے ہیں واقعات عالم کا قبل از وقت پتہ
چل سکتا ہے۔ دور بیٹھے ہوئے دوست یا کسی عزیز کو مشاہدہ

شہر علم رسولؐ — باب مدینہ علم علیؑ
سلطان دین و دنیا رسولؐ — وزیر با تدبیر علیؑ
نبی "رسولؐ" تھے — علی "وصی" تھے

گویا میزان عدل سے تقسیم بالکل برابر برابر تقسیم ہوئی تھی۔
قوت برقی کے ۲ حصے ہیں ایک حصہ "نیوکلیس" کہلاتا ہے۔
دوسرے حصے کو الیکٹرون پروٹون" کہتے ہیں۔
"نیوکلیس" مرکز نور ہے یا جسم نور تصور کیا جاتا ہے اور
دوسرا حصہ اس کا بہ حیثیت نفس ہے یعنی مرکز نور سے نکلنے
والی قوت۔
نیوکلیس اور الیکٹرون ایک دوسرے کے بالکل الگ تھلگ
ہوتے ہیں۔ مرکز نور سے "الیکٹرون" قوت حاصل کرتا ہے۔
اور پھر اسے آگے تقسیم کرتا ہے۔ جس طرح علیؑ نے رسولؐ
سے لیا اور مخلوق میں تقسیم کیا۔ علیؑ باب مدینہ علوم ہیں۔
جو کچھ دنیا والوں کو رسالت کی بارگاہ سے ملا۔ علیؑ کی معرفت ملا۔
سائنس کا یہ فیصلہ ہے کہ مرکز نور جس قدر طاقتور ہوتا ہے
اس کی الیکٹرون بھی اتنے ہی طاقتور ہوتے ہیں۔ حق
رسول اکرمؐ ہیں مرکز نور۔ نور اول۔ بلکہ نور کل۔ تو
ان کے الیکٹرون میں بھی قوت کل ہونگے اسی لئے تو قدرت
اس قدرت کو "کرار غیر فرار" کے نام سے یاد کیا۔
یعنی ایسی قوت جو کسی بھی قوت سے ہٹ نہیں سکتی اور
بھاگ نہیں سکتی۔

کی درخشانی سے ابا ہتا کہ چند دنوں کی مسلسل کوشش سے آپ دونوں
ابروؤں کے درمیان جلی حروف سے اسم اعظم "علی" لکھ لیں
اور آنکھیں بند کرنے پر آپ کو واضح طور پر "علی" لکھا ہوا
نظر آنے لگے۔

(ی) اب اس کے بعد دوسرا قدم اٹھائیں۔ کہ تلا کی
کو سورج کی ٹکیہ تصور کریں اور پختگی خیال کے ساتھ اور
یکسوئی کے ساتھ "ی" میں سورج کی ضیا پیدا کریں۔
اس قدر واضح روشنی ابھاریں جس قدر طلوع ہوتے وقت
سورج میں روشنی ہوتی ہے اگر آپ نے "ی" کو سورج
کی ٹکیہ تصور کرکے ۱۵ منٹ تک مسلسل اسے دیکھ لیا۔ اور
ٹکیہ میں ۱۵ منٹ تک یہ تصور روشنی قائم رہی تو عمل
مکمل ہے میں نے ۲ سال کی محنت کے بعد عمل مکمل کیا تھا
اس کے اثرات یہ ہیں کہ کسی آدمی کی طرف یکسوئی سے
اگر آپ دیکھیں گے تو وہ شخص بے ساختہ آپ کی طرف
دیکھنے پر مجبور ہوگا۔ اگر مشق بڑھ گئی اور آنکھوں میں
تنویمی قوت بتمام و کمال ابھر آئی تو آپ کے ایک
بار کے دیکھنے سے انسان تو انسان حیوان بھی کھنچ کر آپ
کے پاس چلے آئیں گے۔
دنیا آپ کو سلام کرے گی۔ آپ ایک مکمل و جامع مقناطیسی
شخصیت ہوں گے اس مشق کے بعد میں نے جس شخص کی طرف بھی
آنکھیں لگا کر ۳ سے ۴ منٹ کے لئے یکسوئی سے دیکھا

وہ بچہ ناگفتہ بہ ہوگیا۔ اور گہری یا ہلکی نیند چلا گیا عمل تنویم کو
میں نے اسی مشق کے بعد اپنایا
آنکھوں میں اس قدر قوت آگئی کہ ایک بار ٹکٹکی باندھ
کر اور منتشر خیالات کو سمیٹ ایک آئینہ کی طرف دیکھنا اور
تصور کیا کہ یہ فوراً ہی ٹوٹ جائے گا۔ میری حیرت کی
انتہا نہ رہی جب کہ ۵ منٹ کے اندر ہی آئینہ چٹخ کر دو
ٹکڑے ہوگیا۔
اس کے ساتھ ہی تھاٹ ریڈنگ کی قوت میں حیرت انگیز
اضافہ ہوا۔ صحیح تشخیص مرض کے لئے مجھے کسی آلہ سے
مدد لینے کی ضرورت نہ رہی اور نہ ہی حالات مرض دریافت
کرنے کی حاجت رہی بلکہ ایک اجنبی قوت دماغ میں گونج
جاتی۔ اور مرض کا صحیح نام میرے ذہن میں کوند جاتا۔
مابعد الطبیعیات کی بیسیوں مشقیں ہیں جن میں سے
اکثر میں بھی کرچکا ہوں۔ مگر ان کا مجموعہ چونکہ مختصر سے
مضمون کی گنجائش سے اس لئے باقی مشقوں کا ذکر نہیں کرنا
چاہتا۔
البتہ یہ عرض کرنے میں باک نہیں ہے کہ ان دو مشقوں
کے بعد اتفاق سے حجابات کا ضروری ہوتا ہے۔
مستقبل بینی۔ تھاٹ ریڈنگ۔ انتقال افکار اور شخصی
مقناطیسیت ان مشقوں کے اثرات کی ادنیٰ سی اور سرسری
جھلک ہیں۔ ہیں اگرچہ اس ضمن میں ایک مفید کی حیثیت

رکھتا ہوں - مگر اچھے ماحول میں میری بھی پوجا ہوتی ہے -
یہ ہے مابعد النفسیات کی خارجی مشقوں کے بعد انسانی
شعور کا ارتقاء ـــــ ایک گھٹیا سا اور عام سا انسان جب ان
خارجی مشقوں سے عجائبات کا مرکز بن جاتا ہے - تو کیا کہنا
اس نور کامل کا - جو مظہر العجائب و الغرائب تھا -

سورج کا انگلی کے اشارے سے پلٹ آنا -
مدینے سے چشم زدن میں خیبر پہنچ جانا -
بچپنے میں اژدر کا چیر دینا -
زمین سے باتیں کرنا -
ایک ہی رات چالیس جگہ مہمان ہونا -
دنیا کی ہر شے پر تصرف ہونا -

اور ایک یہودی کے غیرت دلانے پر مٹی کی دیوار کو سونے
کی دیوار بنا دینا - یہ ساری باتیں اس نور کامل کے لئے کوئی
عجیب نہیں اور اس نور کامل کے ان معجزات پر تعجب کا
اظہار ـــ محض کم عقلی کی دلیل ہے - وہ تھا ہی مظہر
العجائب و الغرائب -

اس کے کس کس کلام پر تعجب کیا جائے ؟
جب کہ اسی نے پاک اسم کو اپنے قدموں کے درمیان روشن
کرنے سے انسانی شعور بھی جلا آ جاتی ہے اور راز کھل
جاتے ہیں -

فاعتبروا یا اولی الالباب

علم البرق اور شان علیؑ

سائنس کی اصطلاح میں نور کو الیکٹریسٹی کہتے ہیں یعنی قوت
برقیہ - ارباب سائنس کو مادہ کے اجزا کا تجزیہ کرنے سے پتہ
چلا ہے کہ برقی قوت یعنی "نور" کے الیکٹرون اور پروٹون
کے بغیر مادہ کے اجزا ایک دوسرے کے ساتھ اتصال قبول
نہیں کر سکتے - اس انکشاف سے یہ پتہ چلا کہ مادہ کی خلقت
سے پہلے نور یعنی برقیہ قوت کا موجود ہونا ضروری ہے
جو مادہ کے اجزا کو ملا دے اسی لئے تو خدا نے سب سے پہلے نور
محمدی کو پیدا فرمایا - مادہ کا تمام کمال نور پر منحصر ہے اگر
نور نہیں تو مادہ بے حس ہے بے جان ہے جیسا کہ جسم میں
نور ہے اور اس کے کمالات کا ظہور ہوتا ہے اس وقت تک
ہر عضو اپنا فرض ادا کرتی ہے ہر قوت اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہے
انسانی جسم کو دیکھئے - عقل انسانی انتہا سے اسی اپنے جسم کے
سربستہ رازوں کو کھولنے میں کوشاں ہے انسانی جسم پر کسی
ریسرچ ہوتی رہی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی مگر آج تک
یہ پتہ نہ چل سکا کہ انسان کی صحت و مرض کے اصول کیا ہیں
جسم پر نور کا عمل تصرف ہے عین نور نہیں ہے ان
مادی جسموں میں محض نور کا جلوہ مرکزی ہے جیسے نور کسی
مادہ کو ایسا بنا دے کہ اس کے کرشمے سمجھنے کے لئے عقل انسا

عاجز ہو وہ نور خود کیسا ہوگا؟

اسی لئے تو جناب امیرؑ کا ارشاد ہے کہ ہمیں خدا نہ کہو ہم خدا نہیں ہیں مگر خدا کے سوا تم ہمیں جو کچھ کہہ سکتے ہو کہو۔ پھر بھی تم ہماری حقیقت کو نہیں پا سکو گے۔

علمائے سائنس کا متفقہ فیصلہ ہے کہ دنیا میں یہ تمام کھلاڑ قوت برقیہ کی وجہ سے ہے۔ پتھروں میں سختی اسی سے ہے۔ پانی میں روانی اسی سے ہے پھولوں میں خوشبو اسی سے ہے۔ پھلوں میں رس اسی سے ہے جانوروں میں دوڑ دھوپ اسی سے ہے جسم انسانی میں چہل پہل اسی سے ہے۔

خدا نے اس نور کو پیدا ہی اس لئے کیا تھا کہ اس نور کے ذریعے سے اس کی معرفت ہو اس نور کے کمالات دیکھ کر قدرت الٰہی کا پتہ چلے۔ دنیا میں جو کچھ ہے وہ نور کی بدولت ہے۔ مگر یہ نور ایک نہیں بلکہ دیکھنے میں ایک ہے اور عمل میں ۲ ہے۔ یہ ایک ہے مگر یہ ۲ ہے یہ دو ہے مگر یہ ایک ہے اس کی دو قوتیں ہیں۔ الیکٹرون اور پروٹون اور جب تک یہ دو قوتیں نہ ملیں۔ نور پیدا ہی نہیں ہوتا۔ نور کو اللہ نے جب بھی دنیا میں بھیجا ۲ کر کے بھیجا۔ کیونکہ اس کے سوا چارۂ کار نہیں تھا نورانیین کو بھی جب قدرت نے دنیا میں بھیجا۔ انا و علیؑ من نور واحد۔

قدرت ایسا کرنے پر مجبور تھی۔ قدرت نے کائنات کی تخلیق سے پہلے ہی اس ایک نور کے ۲ حصے کر دیئے کیونکہ کائنات

کی تخلیق اور مکان و زمان کا تعین دو نکات کے سوا ناممکن اور محال ہے۔

یہ کائنات کیا ہے؟ مکان اور زمان کا مجموعہ ۔۔۔!

آپ ۲ نقطے فرض کریں ۔ ———— ۔

ان دو نقطوں کے درمیان میں جو خلا ہے وہ مکان کہلائے گا اور ایک نقطے سے دوسرے نقطے تک پہنچنے میں جتنا وقت لگے گا وہ زمان کہلائے گا۔ یہ کائنات کیا ہے۔ دو نقطے ہیں۔ ایک عرش کا نقطہ اور دوسرا فرش کا نقطہ۔ ان دونوں نقطوں کے درمیان جو خلا ہے جو ستارے ہیں جو سیارے ہیں جو شمس و قمر ہیں جو افلاک ہیں جو کہکشاں ہے۔ یہ سب کچھ اس خلا میں واقع ہیں۔ اور ازل تا ابد جو وقت گزر رہا ہے یہ زمان ہے۔

کائنات کے اس مکان و زمان کو قائم کرنے کے لئے دو نقطوں کا تصور ضروری تھا تب ہی تو کائنات کی تخلیق ممکن تھی۔ اسی لئے قدرت نے اس نور اولین کو ۲ حصوں میں تقسیم کیا۔ اور نور کے ان دو نقطوں سے کائنات کا تصور پیدا ہوا۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔

یہ ۹۲ عناصر جو سائنس نے دریافت کئے ہیں۔ یہ شمس اور ستارے۔ یہ ۱۸ ہزار عالمین۔ یہ افلاک اور انجابات آسمانی۔ یہ تمام مادہ ہیں جس میں یہ سب کے سب طول بہ عرض۔

یہ کشش ہے ثقل
یہ رنگ ہے بو
یہ عرش ہے فرش
سب کچھ اس نور کے صدقے میں بنا - اور نور کن کے دو
لفظوں کے ذریعہ سے ہی تخلیق ہوا -
یہ نور کہاں رہا ؟ — عرش کے نیچے
اور عرش کسی تخت کا نام نہیں ہے اور نہ ہی کرسی کسی نشستگاہ
کا نام ہے بلکہ عالم امکان کے وہ بلند ترین طبقے ہیں جن کو سمجھنا
فہم انسانی سے بالاتر ہے -
عرش سے کم درجہ ہے کرسی کا — اور اس کی تعریف یہ ہے -
وسع کرسیہ السماوات والارض — کرسی کی اتنی وسعت
ہے کہ وہ تمام آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے اور عرش
اس سے بالاتر ہے جس کی وسعت کرسی سے بھی زیادہ ہے سوائے
راسخون فی العلم — کے کوئی اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ
سکتا - ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ عالم امکان کی آخری
حد کا نام ہے عرش ! — جس کے نیچے محمدؐ و آل محمدؐ تسبیح کرتے تھے -
اس نوری مخلوق نے عرش کے نیچے ۹ ہزار سال تک اللہ کی
عبادت کی اس عبادت کا ثواب کیا ہوگا ؟
اس نور کے ایک جزو کے ایک آن واحد کے عمل کا ثواب
عبادت الثقلین سے بڑھ کر ہے - اور یہ بھی ہماری سمجھ سے
باہر ہے تو بھلا ۹ ہزار سال کی عبادت کا اجر ہم کیا سمجھ سکیں گے

اس لئے تو بتایا نہیں گیا - کہ ہم سمجھ نہیں سکتے تھے - اگر مختصر بتایا
بھی گیا تو اس مجموعی اجر کا نام ہے " اللہ کی رضا " - اب اگر سمجھ لو
تو تمہاری خوش قسمتی !
میرے دوست ! تم نور کو تسلیم کرو یا نہ کرو - مگر دنیا کے
سائنس دانوں کا علم جس قدر بڑھتا جا رہا ہے وہ نور کی حقانیت
کو تسلیم کرتے جا رہے ہیں کولمبیا یونیورسٹی امریکہ کے شعبہ
فزکس کے صدر فرماتے ہیں کہ انجینئر اور فضائی مصنوعی سیاروں
کے مسلسل تجربات سے یہ پتہ چلا ہے کہ کائنات میں جب کچھ
بھی نہ تھا - اس وقت ایک نور کا شعلہ چمکا اس سے فضا ذرات
میں ایک دھماکہ ہوا اور اس شعلہ نور سے الیکٹرون اور پروٹون
ذرات نوری (مثبت و منفی) فضا میں پھیل گئے - جن کے آپس
میں ملنے سے جو چیزیں وجود میں آگئیں - چاند سورج بنا -
ستارے بنے - کہکشاں بنی اور دنیا بنی اور جب نور کا درجہ
حرارت ۳ لاکھ سے کم ہو گیا - تو الیکٹرون اور پروٹون آپس
میں مل گئے اور یہ کائنات وجود میں آگئی - یہ ایک ایسا
شعلہ تھا جس کی کنہ ذات تک انسانی فکر نہیں پہنچ سکتی -
لیکن قدرت و حکمت مطلقہ نے گتھی سلجھا دی اور فرمایا کہ
وہ ایک نور تھا بہت ہی جامع اور مکمل ——— جو سبب تخلیق
موجودات بنا اور اللہ نے کہہ دیا - لولاک لما خلقت الافلاک -
——— اور رسول اکرمؐ نے مزید توجیہ فرمائی اول ما خلق اللہ نوری
——— سمجھنے والوں کے لئے ذرا اور سمجھانے کی کوشش فرمائی

الیکٹرون اور مرکزِ نور ایک ہیں دو اور دو میں ایک ہوتے
ہیں یہ جدا کر دیے جائیں تو دو ہو جائیں ، اکٹھے کر دیے ہیں
تو ایک ہو جاتے ہیں ۔ میرونڈ کا نشانات نے بھی اسی بات کی تشریح فرمائی
ہے کہ حرکت تھی ۔ جسم جیسی دو حکم روحی ۔ دمک دھی
— یہی الیکٹرون کا نشانات میں زندگی کا "سبب" ہیں ۔
اپنے مرکزِ نور سے لے کر تمام جسم کے مادوں میں حیات قائم
کرتے ہیں ۔ رسول اکرم کی ان روحانی قوتوں میں یہی یہی
بات ہے ۔ یہ ذواتِ مقدسہ زندگی تقسیم کرنے والے ہیں
اسی لئے حی مطلق ہیں ۔ جس سے تعلق توڑ قطع کر لیں ۔
ان کو موت آ جاتی ہے ۔ جن سے تعلق اور وابستہ کر لیں
ان کو زندگی ملتی ہے ۔

یہ ذواتِ مقدسہ زندگی کے تقسیم کرنے والے ہیں زندگی موت
خوشی غم صحت مرض تقدیر تدبیر سب انہیں کے اختیار
میں ہے ۔

اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ حضرت جناب امیر
علیہ السلام نے فرمائی ہے ۔ ارشاد فرمایا ۔

انا دحوت ارضہا — میں نے زمین کا تختہ بچھایا
وانشأت جبالہا — میں نے پہاڑوں کی میخوں کو قائم کیا ۔

وفجرت عیونہا — میں نے چشموں کو جاری کیا
وشققت انہارہا — میں نے نہروں کو شق کیا

واضحیت شمسہا — میں نے سورج کو ضیاء بخشی
واطلعت قمرہا — میں نے قمر کو طلوع کیا ۔
وانا بحر المتقاطم الظاہر — اور میں قدرت کا ایک موجیں مارنے والا سمندر ہوں ۔

انا الاول ۔ انا الآخر ۔ انا الظاہر ۔
انا الباطن وانا بکل شیءٍ علیم ۔
اور جس جس شے پر لفظ علیم کا اطلاق ہو سکتا ہے
میں اس کا عالم ہی نہیں اول ۔ علیم اول ۔

تمت بالخیر

دارالہدیٰ آرٹ پریس انار کلی لاہور
خوشنویس محمد نواز لاہور